

سرکاری رپورٹ (مباحثات)
اٹھائیں وال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 20 مئی 2016ء بروز جمعۃ المبارک بہ طبق 12 شعبان 1437 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعاے مغفرت۔	05
3	رخصت کی درخواستیں۔	16
4	مشترکہ قرارداد نمبر 102 مجانب: جناب نصر اللہ خان زیری، آغا سید لیاقت علی، جناب عبدالجید خان اچھزی، منظور احمد خان کاکڑ، ولیم جان برکت، محترمہ سپوزمی صاحبہ محترمہ معصومہ حیات صاحبہ اور محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ، ارکین صوبائی اسمبلی۔	16
5	مشترکہ قرارداد نمبر 103 مجانب: میر اظہار حسین خان کھوسہ، میر عامر خان رند، میر عبدالماجد ابرڑو اور محترمہ راحت جمالی صاحبہ، ارکین صوبائی اسمبلی۔	19
6	قرارداد نمبر 104 مجانب: محترمہ شورا حمد خنک صاحبہ، رکن صوبائی اسمبلی۔	20
7	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	47

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب محمد عظم داوی
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔۔ جناب عبدالرحمن
چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 20 مئی 2016ء بروز جمعۃ المبارک بہ طابق 12 شعبان 1437 ہجری، بوقت شام 6 بجھر 15 منٹ پر زیر صدارت محترم راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَنُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ۝ يَوْمَ يَقُولُ
الرُّوحُ وَالْمَلِئَكَةُ صَفَّاً ۝ لَا يَكَلُّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ اللَّهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝
ذَلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۝ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ مَا بُلِّيَ ۝ إِنَّا أَنْذَرْنَاكُمْ عَذَابًا
قَرِيبًا ۝ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمُرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَهُ وَيَقُولُ الْكُفَّارُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَآبًا ۝

﴿پارہ نمبر ۳۰. سورۃ النبی آیات نمبر ۷۳۰﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ اُنکے نقش میں ہے بڑی رحمت والا، قدرت نہیں کہ کوئی اُس سے بات کرے۔ جس دن کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر، کوئی نہیں بولتا مگر جس کو حکم دیا رحمن نے اور بولا بات ٹھیک۔ وہ دن ہے برق پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانا۔ ہم نے خبر سُنا دی تم کو ایک آفت نزدیک آنے والی کی جس دن دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا اُسکے ہاتھوں نے، اور کہے گا کافر کے کسی طرح میں مٹی ہوتا۔ صَدَقَ اللَّهُ لِعَظِيمٍ -

میڈم اسپیکر: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ -

جناب منظور احمد خان کا کڑا: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی منظور کا کڑا صاحب۔

جناب منظور احمد خان کا کڑا: میڈم اسپیکر! شہید جہانزیب خان کا کڑا ایس ایس پی جو پچھلے دونوں شہید ہوئے ہیں ان کے لیے فاتح خوانی کی جائے۔

میڈم اسپیکر: جی پرس علی صاحب۔

پرس احمد علی احمد زئی: میڈم اسپیکر! طاہر محمود خان کے بھتیجا کاروڑا یکسینٹ نیٹ میں انتقال ہو گیا ہے اس کی بھی ایصال ثواب کے لیے فاتح خوانی کی جائے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: پرس صاحب حافظ نہیں۔

پرس احمد علی احمد زئی: حافظ نہیں جی فیض کے بیٹے۔

میڈم اسپیکر: جی زمرک خان صاحب میں ذرا فاتح۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: اس کے لیے فاتح خوانی کرنے کی درخواست کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ اس کے بارے میں کچھ خدشات میں کیونکہ ایک نذر اور ایماندار اور قانون کی بالادستی چاہئے والے آفیسر تھے ان کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے خدا نخواست خود کشی کی ہے۔ تو میں اتنا چاہتا ہوں ابھی تک ان کے گھروالوں کے اور عام لوگوں میں یہ خدشات پائے جاتے ہیں کہ ان کو قتل کیا گیا ہے وہ شہید ہوئے ہیں میں اس فلور پر یہ چاہتا ہوں کہ آپ ان کے لئے انکو اُری کا کوئی طریقہ جو آپ کے اسمبلی کے فلور سے ہواں حوالے سے کوئی کمیٹی بنائیں اور اس طرح سے ان کی انکو اُری کی جائے کہ یہ واقعہ کیسے ہوا۔ وہ ایک جوان اور نذر آفیسر تھے ان کے ساتھ اگر اس طرح ہوتا ہے کیونکہ ہم نے سنا ہے شاید انہوں نے کسی پر ہاتھ ڈالا ہمارے تو بڑے بڑے لوگ ہوتے ہیں جن پر ہاتھ ڈالتے ہیں پھر وہ دھمکی بھی دیتے ہیں اور دھمکی کے ساتھ قتل بھی کرتے ہیں تو اس حوالے سے میں یہ درخواست کروں گا اس فلور پر جو ہمارے پار لیمانی لیڈر ٹریزیری پنجرے کے بیٹھے ہوئے ہیں اس پر سوچ لیں اور ان چیزوں کی انکو اُری کریں اس طرح نہیں ہو گا ایک عام آدمی کیا توقع کر سکتا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی میں فاتح پڑھا دوں گی۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: قانون کے لیے اور اس طرح سے انصاف کے تقاضے کیسے پورے ہوں گے اس حوالے سے ان کے لیے انکو اُری کریں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے جی عبدالجید اچھزئی صاحب۔

جناب عبدالجید خان اچھزئی: میڈم اسپیکر! اس پر ہم سب بولیں گے۔

میڈم اسپیکر: صحیح ہے جی زیارت وال صاحب! فاتحہ کے لیے آپ کہہ رہے ہیں جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! یہاں سریاب روڈ پر بم بلاست ہوا ہے اس میں ہمارا ایک پولیس والا شہید ہو گیا ہے اور پانچ رخنی ہیں ان کے لیے بھی فاتحہ خوانی ہو۔

میڈم اسپیکر: OK۔ جی زیارت وال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (وزیر تعلیم): میڈم اسپیکر! انجینئرنگ زمر صاحب نے point of order پر یہ نقطہ اٹھایا ہے۔

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب! پہلے میں فاتحہ پڑھالوں پھر آپ اس پر بات کریں۔

وزیر تعلیم: پہلیفا تحکم کر لیتے ہیں پھر اسکے بعد point of order پر اٹھائیتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی کوئی بات نہیں آپ تشریف رکھیں میں فاتحہ خوانی کرتی ہوں۔ جی۔
(فاتحہ خوانی کی گئی)

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! point of order

میڈم اسپیکر: جی سردار عبدالرحمن کھیتران۔ پس علی کی والدہ اور ان کی بہن اس وقت critical position میں ہیں تو میری گزارش ہے کہ ایوان اور آپ ان صحت یابی کے لئے دعا کرادیں please۔ جی جعفر خان مندوخیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر مکملہ مال و ٹرانسپورٹ): میڈم اسپیکر! normally یہ 25-27 سال میں دعائے صحت اسمبلی میں پڑھی ہم نہیں دیکھی ہے۔

میڈم اسپیکر: کوئی بات نہیں جعفر صاحب! اچھی بات ہے۔

وزیر مکملہ مال و ٹرانسپورٹ: نہیں، کردیں ٹھیک ہے لیکن ہر چیز ترتیب سے چلتی رہے بہتر ہو گا۔

میڈم اسپیکر: اب کہہ دیا انہوں نے تو منع نہیں کیا۔

وزیر مکملہ مال و ٹرانسپورٹ: ہماری خواہش پر اگر ہر چیز ہوتی رہی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کا پھر۔۔۔۔۔۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: دعائے صحت پہلے بھی ہوئی ہے اسی اسمبلی میں۔

وزیر مکملہ مال و ٹرانسپورٹ: نہیں نہیں، ہوئی نہیں ہے آپ خود ہی سینئر کرن ہیں۔

میڈم اسپیکر: کوئی بات نہیں ہے جعفر خان صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: میں نے کرائی تھی۔ یاسمبلی بی بی کی بیٹی بیمار تھی میں نے دعا کرائی ہے۔ دعا تو اللہ کا ہے کسی ٹائم بھی اس کے لیے کوئی اصول کی ضرورت نہیں ہے کسی ضابطہ اخلاق کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ اور میں بیمار ہو جاتے ہیں تو ہماری لیے بھی دعا صحت ہونی چاہیے۔

وزیرِ حکومتہ مال و ٹرانسپورٹ: نہیں نہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: دعا کرتے ہیں اس میں کیا ہے۔

میڈم اسپیکر: دعا شروع ہو گئی ہے۔ جعفر صاحب! please خاموش۔

(دعا یے مغفرت کی گئی)

میڈم اسپیکر: وقفہ سوالات۔ جی زمرک خان اچکزی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: جب بلوچستان گورنمنٹ میں کرپشن کا واقعہ ہوا تھا اس حوالے سے جو ہمارے پہلے اجلاسوں میں ۔۔۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم اسپیکر! اس پر بحث کرنا میرے خیال میں یہ اسمبلی کے رولز کی خلاف ورزی ہے پہلے آپ اسمبلی کی کارروائی شروع کریں اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

میڈم اسپیکر: جی زمرک خان اچکزی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزی: ان کو بولنے دیں یہ ذرا اپنی بڈاں نکال لیں آپ بولیں آغا صاحب۔

میڈم اسپیکر: زمرک خان اچکزی صاحب۔

محترمہ شاہدہ رووف: میڈم اسپیکر صاحب! میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں یہ کونسا روول ہے کہ سوادو گھنٹے کے بعد اسمبلی کا اجلاس شروع ہو رہا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی کورم پورا نہیں تھا please آپ تشریف رکھیں۔ آپ ویسے ہی بائیکاٹ پر ہیں شاہدہ صاحب!

آپ تشریف رکھیں کورم پورا نہیں تھا۔۔۔ (ماہیک بند)

انجینئر زمرک خان اچکزی: میں اتنا کہوں گا ہمارا بائیکاٹ ابھی تک جاری ہے کیونکہ ہم اس طریقے سے جو وہ احتساب کرنا چاہتے تھے یا احتساب کی ہم نے اپیل کی تھی کہ وہ ایک طریقے سے ہو ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ نے اپنے لیوں پر کیوں احتساب نہیں کیا اپنی پارٹیوں میں بھی احتساب کمیشن بن گیا ابھی تک کوئی احتساب نہیں ہوا ہے۔ ہم لوگ کب تک نیب کی طرف دیکھتے رہیں گے یا کب تک ہم کرپشن کی طرف دیکھتے رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں زمرک خان صاحب! اس پر آپ نے بات کر دی please.

انجینئر زمرک خان اچخزئی: میں دو منٹ آپ کا لونگ اگر زیدہ نہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ تشریف رکھیں please.

انجینئر زمرک خان اچخزئی: دیکھیں جب بھی گورنمنٹ بنتی ہے وہ بھی وعدے کرتی ہے کہ جی ہم میرٹ کو رکھیں گے کر پشن کو ختم کریں گے۔

میڈم اسپیکر: زیار و توال صاحب! زمرک خان صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ یہ بات بار بار کرچکے ہیں please.

وزیرِ حکومتہ تعلیم: میڈم اسپیکر! اسمبلی کی کارروائی میں سب سے اہم چیز Question ours ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں میں اسی پر آرہی ہوں۔

وزیرِ حکومتہ تعلیم: اور Question ours کو گزار کر ہمارے دوسرا تھی point of order پر جو بھی کہنا چاہیں ہم ان کو سن لیں گے اور باقاعدگی سے ان کا جواب دیں گے۔

میڈم اسپیکر: میں وقفہ سوالات پر آرہی ہوں زمرک خان صاحب! آپ کے سوالات ہیں جی آپ تشریف رکھیں مجھے پڑتا ہے مجھے کیا کرنا ہے please آپ لوگ تشریف رکھیں جی عبدالجید اچخزئی صاحب۔

جناب عبدالجید خان اچخزئی: میں تو پچھلے چار پانچ اجلاس میں نہیں تھا جی وی پر ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ ان کی information کے لیے ہم اسلام آباد کے تھے پہلے تو میں کراچی میں والدہ کے ساتھ تھا پھر اسلام آباد کے تھے تو مولانا عبدالواسع صاحب اور زمرک صاحب کی یہ خواہش تھی کہ اختساب ہونا چاہیے اور 2002 سے ہونا چاہیے تو ان کی Information کے لیے اسلام آباد سے ہم special permission میں ہوئی ہے اور آڈٹ ہوگا From 2002 special audit page to page ہوگا دوسری بات یہ ہے میڈم! ابھی مولانا عبدالواسع صاحب نہیں ہیں کسی کی غیر موجودگی میں بولنا اچھا نہیں ہے مگر پھر بھی ان کو message مل جائیگا مولانا عبدالواسع صاحب جس کرپشن کی بات کر رہے ہیں 24 نارٹ کو جو کیس ہم نیب کے حوالے کر رہے ہیں غالباً وہ منٹری ان کے پاس تھی اور اس میں تقریباً کوئی 13-14 ارب روپے کا غبن ہے، ایک بات دوسری بات یہ ہے کہ فلاں نے استغفاری دینا ہے فلاں نے استغفاری دینا ہے یہ ان کا اپنا وہ ہے مولانا صاحب کی خواش کے مطابق میں as a Chairman PAC special audit permission لے کر کہ آیا ہوں اور جو پیک اکاؤنٹ کمیٹی کی میئنگ ہو رہی ہے annually ہو رہا ہے اس کے کہنے پر ہم چلیں گے نئی ٹیک آئی ہوئی ہے،

Sunday کو اس کے ساتھ ہماری پہلی میٹنگ ہے ہم آڈٹ شروع کریں گے اس سے پہلے مولانا صاحب کے جو ڈیپارٹمنٹ ہیں ان میں سے ایک ڈیپارٹمنٹ میں میں 14-13 ارب روپے کا غبن بیسے ہم وہ open کریں گے اور اس سے پہلے یہ جو غبن کی بات کر رہے ہیں میرے اپنے ہی حلقہ انتخاب میں مولانا صاحب کا انتا بڑا بورڈ رکھا ہوا تھا کہ میں نے ایک ارب روپے کی سڑک دی ہوئی ہے ابھی یہ رودبی ڈی اے کے تھرو شروع ہوا تھا پھر یہ کیس نیب کے حوالے ہوا اور دوسری بات یہ ہے کہ 10% کام ہوا ہے اور 82 کروڑ روپے payment ہوئے ہیں ۔ یہ مولانا صاحب کا بورڈ تھا پھر علاقے کے لوگوں نے گراہیا۔ میں نے کہا روڈ بن جائیگا پھر آپ یہ بورڈ بھی لگایں اور مولانا صاحب کا مجسمہ بھی لگا دیں۔ دوسری بات بی بی یہ ہے کہ انہی کے ڈیپارٹمنٹ میں گریڈ 14 کے افرانے 37 کروڑ روپے نیب میں جمع کروائے ہیں اور اسی بندے نے ہائی کورٹ میں ابھی پیشش داخل کی ہے کہ مجھے دوبارہ اپنی نوکری پر بحال کیا جائے۔ اس میں پھر ہم آہنہ بولیں گے کہ نیب کیا ہورہا ہے کیا نہیں ہورہا ہے ابھی یہ بات ہے کہ کرپشن۔ یہ تو صحیح بات ہے ہم اس سے خوش بھی ہیں ہماری coalition government نے بھی واضح کر دیا ہے سی ایم صاحب نے بھی واضح کر دیا ہے کہ ہم اس میں مدد کریں گے۔ تو مدد جیسے مولانا صاحب کی خواہش ہے انشاء اللہ 2002 کے start ہو گا پھر دیکھتے ہیں کہ آئندہ اسمبلی میں ان کرسیوں پر کون بیٹھے ہوں گے کون نہیں بیٹھیں ہوں گے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: یہ بھی سارے اور سب کچھ واضح ہو جائیگا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ ابھی میں کارروائی پہلے کر لوں آپ complete کر لیں۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: اچھا بی! ابھی رروائی تو اس کے question تھے وہ تو چلے گئے۔

میڈم اسپیکر: آپ point پر آ جائیں ابھی کافی کارروائی پڑی ہے۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: دوسری بات یہ ہے مطلب ابھی ایک کرپشن ہوئی ہے ایک سیکرٹری پکڑا گیا ہے اس سے تحقیقات ہو رہی ہے وہ کیا کہتا ہے کیا نہیں کہتا ہے اس کے تو پروف ہے کہ اس نے اتنے پیسے اتنے کروڑ روپے اس کے گھر سے نکلے ہیں وہ تو یہ clarify کر گیا کہ کہاں سے آئے ہیں اور دوسری بات یہ ہے جو اپنی آڈٹ شروع نہیں ہوا ہے جس میں اربوں روپے کے گھپلے ابھی چل رہے ہیں اس نے وہ منسٹریاں جو مولانا صاحب کے پاس تھیں یہ زمر ک اچکزی صاحب بھی ٹھیک بولتے ہیں کہ آڈٹ ہونا چاہیے مگر آڈٹ جو رہا ہے اس میں کچھ اور ہے آڈٹ میں کچھ اور رہا ہے یہ خالی فناں کی بات نہیں ہے۔ باقی ڈیپارٹمنٹ بھی اس میں involve ہیں۔ کہ 2002 کے

2011 تک پی اینڈ ڈی میں جو کچھ ہوا ہے مطلب اس کی آڈٹ ہو گا یہ Releases جو آئینے گے وہ مولانا صاحب خود دیکھیں گے ہم نے سپریم کورٹ میں بھی کیس کیا تھا کچھل گورنمنٹ کا کہ یہ یہ کچھ ہورتا ہے پھر انہوں نے کیا کیا۔ وہ بھی سامنے ہے ایک سادی سی مثال ہے کہ ایک نام ہے پی ایس ڈی پی میں یہ ایکم 3 کروڑ روپے میں reflect ہوئی ہے اور یہ جا کر کے کوئی اڑھائی ارب روپے اس پر خرچ ہوئے ہیں اور میرے خیال میں جو ہماری معلومات ہیں اس میں کچھ بھی نہیں ہے اور یہ سی ایم آئی ٹی والے جو بیٹھے ہوئے ہیں میرے خیال میں یہ بھی 80% ریٹائرمنٹ کے بعد کھانے والے ہیں یہ جو کر رہے ہیں یہ وہ کرنے والے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے میڈم اسپیکر! کہ یہ سب کچھ جو ہم کہہ رہے ہیں یا بائیکاٹ کر رہے ہیں کہ یہ کرپشن ہے یہ کرپشن ہے ہماری پارٹی ہم سب اس پر متفق ہیں کہ ہم نے کرپشن کی جڑ نکالنی ہے جب جڑ نکالنی ہے تو چھوڑ دیں ہم یہ کام کر رہے ہیں اس میں یہ لوگ بھی ہماری امداد کر لیں مولانا عبدالواسع اور زمرک خان ہماری کمیٹی کے ممبر ہیں وہ بھی آئینے دیکھیں کہ کیا ہورتا ہے کیا نہیں Thank you ہورتا ہے۔

جناب اسپیکر: OK جی ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحب۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: Thank you madam speaker آج کے اخبار بھرے ہوئے ہیں young doctors کی ہڑتال کے بارے میں۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: پچھلے دنوں جب ایک بڑا فسونا کو واقعہ ہوا جس میں کچھ ڈاکٹرز بھی زخمی ہوئے آنسو گیس کا استعمال بھی ہوا تو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کمیٹی کا کیا ہوا اگر اسکے بارے میں کچھ بتایا جائے؟

میڈم اسپیکر: کمیٹی نے رپورٹ دینی تھی اسکے چیزیں بھی صاحب ہیں۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: اسمبلی کے سامنے پھر آ رہے ہیں۔ تو برائے مہربانی بجائے اس سے، وہ پھر young doctors اشتعال میں آ جائیں۔ تو ہمیں seriously اس بات کا نوٹس لینا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: Ok Thank you ذرا اسکو دیکھ لیں یہ جو کمیٹی ہے اس کی رپورٹ کو سیکرٹری صاحب! جی آغازیاقت صاحب۔

سید آغا یافت علی: اسوقت بلوجستان میں یہ جو آل پاکستان پیرامیڈیکل اسٹاف ہے وہ بھی تقریباً ہڑتال پر ہے۔ لیکن اُنکی ایک بات ہے کہ انہوں نے پولیو میں بڑی مدد کی۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ کمیٹی آل پاکستان پیرامیڈیکل اسٹاف کو بھی علیحدہ بلا کر کے اُنکے ساتھ بات کرے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بات کی جائے۔

جو ہمارے جائز مطالبات ہیں اُن پر ہمارے ساتھ بات کی جائے۔ اگر مناسب ہے تو انکو منظور کیا جائے۔ تو میری یہ تجویز ہے کہ یہی کمیٹی بلوچستان پیرامیدیکل اسٹاف کے ساتھ بھی بیٹھ کر کے اُنکے جو جائز مطالبات ہیں۔ اُس پر اُنکے ساتھ بات کی جائے۔

میڈم اپسیکر: میرے خیال میں یہ ایک بڑا genoin مسئلہ ہے۔ پہلے بھی یہ اسمبلی میں discuss ہوئی تھی اس پر کمیٹی باقاعدہ بنی تھی۔ اسوقت ہال میں کون ہے جو اسکے ممبر ہے؟ جی زیارتوال صاحب! آپ اس پر روشی ڈالیں گے کیونکہ ابھی تک روپورٹ نہیں آئی ہے۔ اور جو لوگ ہیں وہ بہت پریشان ہیں۔ ہسپتال میں بالکل total strike ہے۔ تو ڈاکٹروں سے کوئی بات چیت آگے بڑھی ہے؟

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر پراسکیوشن، قانون و پارلیمانی امور): شکریہ میڈم اپسیکر۔ زمرک صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر نقطہ اٹھایا تھا پولیس آفسر کے حوالے سے جسکی وہاں death ہوئی تھی۔ میڈم اپسیکر! واقعتاً ہمیں دُکھ ہوا ہے کہ ہمارا ایک CSP officer جو پورے صوبے میں top کرچکا تھا۔ انتہائی بد قسمتی کی بات ہے کہ جس طریقے سے اُسکی موت ہوئی ہے قتل کیا گیا ہے، مختلف باتیں ہیں۔ اُس میں میں اکھنا یہ چاہتا ہوں کہ اُسکا خاندان جس بھی انکواتری سے مطمئن ہوگا۔ گورنمنٹ کے طور پر وہ انکواتری ہم کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اور خاندان کے ساتھ اس دُکھ میں، اس تکلیف میں، اس غم میں ہم اسے میں کے طور پر برابر کے شرکیں ہیں۔ میڈم اپسیکر! دوسرا نقطہ جو young doctors کے حوالے سے اٹھایا گیا تھا۔ میڈم اپسیکر! اس پر ہم کمیٹی کے طور پر اُنکے ساتھ دو، تین میٹنگیں کرچکے تھے اور انکی آخری میٹنگ وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ کروائی تھی۔ اور نواب ثناء اللہ زہری صاحب نے تقریباً کوئی ڈھانی گھنٹے انکو سُنا اور ان سے کہا کہ جو مطالبات ہیں ہمیں منظور ہیں اس پر ہم عملدرآمد کریں گے۔ ایک دو مطالے ایسے تھے ”کہ یہ جو مطالے ہیں ہم خزانے سے پوزیشن معلوم کر کے، ایک انکی service structure کی بات تھی۔ اور دوسرا انہوں نے پوست مانگی تھی create کرنے کیلئے“۔ تو ہم نے اُن سے کہا تھا ”کہ ہمارے پاس اگر آپ کے ڈاکٹرز ہیں تو ہمارے پاس پوست موجود ہے ہم وہ پوٹھیں آپکو دے دیں گے۔ اور اس PSDP میں جو آپ لوگ مانگ رہے ہیں جو ضرورت ہوگی وہ پوٹھیں بھی ہم create کر کے دیں گے“۔ میڈم اپسیکر! یہاں ایک بات جو روژروشن کی طرح عیاں ہے۔ اور اسوقت یہ گورنمنٹ ہے، گورنمنٹ کے طور پر جو بھی آپ کے اضلاع ہیں وہاں ہمارے ڈاکٹرز ڈیوٹی کیلئے نہیں جاتے ہیں۔ اور اس کیلئے گورنمنٹ کے طور پر ہم نے طریقہ کاریہ وضع کیا تھا۔ ہم نے صوبے کو مختلف categories میں تقسیم کیا تھا۔ D,C,B,A جو A,B,C,D categories کی طرف ہے اُسکی سب سے زیادہ تنخواہ رکھی ہوئی تھی۔ ہمارے وہ اضلاع جو دُور دراز ہیں

یا جہاں پر disturbance ہے۔ پھر C-category میں ہمارے وہ اضلاع جہاں ہمارے ڈاکٹرز ڈیوٹی دیے نہیں جاتے ہیں۔ اور B category میں بھی کچھ اضلاع آتے ہیں اور A-category کے بھی اضلاع ہیں۔ A-category کی تینواہیں ہم نے بہت کم رکھی ہیں۔ تقریباً = 60,000 اور B کے کوئی 1,60,000 کے تقریباً 1,20,000 اور D کے تقریباً 80,000-90,000 ہزار صحیح وہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ C کے ہزار روپے۔ اور ہم چار ہے تھے انکے ساتھ وہ کر کے کہ ہم adhoc-basis پر وہاں لگائیں۔ اور ان سے permanent contract-basic adhoc کریں گے۔ اور ان میں سے اگر کوئی ڈیوٹی نہیں دیں گے انکا مطالبہ یہ تھا نہیں ہم پلک سروں کمیشن سے آئیں گے۔ اسکے بعد جب ہم لگ جائیں گے پھر اسکے بعد ڈیوٹی کا آج تک ہمارے جتنے بھی ممبران بیٹھے ہیں۔ اپوزیشن میں ہوں یا ٹریزری بخیر میں ہوں۔ ہم سب یہی ایک گواہی دیں گے وہ یہ ہے کہ کسی بھی ضلع میں جہاں 50 یا 60 میڈیکل آفیسرز، اسٹٹنٹ، اسکے بعد 18 اور 19 کے میڈیکل آفیسرز ہمارے وہاں ہیں۔ لیکن کسی بھی ضلع میں کوئی بھی ثابت نہیں کر سکتا ہے کہ وہاں 5 ڈاکٹر موجود ہوں۔ اور یہاں تک کہ ہم نے آنکھیں بند کی ہیں۔ باری باری ضلعوں میں ان سے ڈیوٹیاں لینے کیلئے تب بھی ہم اُس میں کامیاب نہیں ہو سکے ہے۔ تو یہی ایک مسئلہ تھا۔ ہماری یہ request تھی ان سے کہ ہم اُسکو اس طریقے سے کریں گے۔ ہم جو دو میٹنگیں انکے ساتھ کرچکے ہیں آخری میٹنگ میں جو پولیس آفیسر ڈیوٹی پر تھا یہاں DC آپ کے پاس آیا تھا۔ اُس آفیسر کی والدہ وفات پاچکی تھی اسکا statement record کروانا تھا وہاں سے نہیں آسکا۔ اور ہم نے اُنکی میٹنگ وزیر اعلیٰ صاحب سے کروائی انہوں نے ان سے یہ request کی تو انہوں نے اُنکی ایک معنی میں نہیں مانی۔ اور خرانے سے انکے بارے میں وہ بھی آپکا ہے کہ structure کیسے ہوگا۔ بھی بنائیں گے پوسٹین بھی create کر کے دیدیں گے۔ اور ہم کمیٹی کے دوست انکے ساتھ ایک میٹنگ مزید کرنے والے ہیں۔ اُس میٹنگ میں وہ پولیس آفیسر بھی آجائیگا۔ باقی چیزیں تقریباً ہم طے کرچکے تھے کہ کس کا کیا قصور تھا۔ اُس پولیس آفیسر کی statement باقی ہے۔ جنہوں نے یہ آڑ دیا تھا ان پر لالٹھی چارج کا۔ تو اس سلسلے میں ہم کبھی ادھر کبھی ادھر، فارغ نہیں ہوئے ہیں۔ تو ان کے ساتھ اُنکی یہ یقین دھانی بھی ہم نے کرائی ہے کہ یہ آپ ختم کر دیں۔ ہماری تھوڑی مصروفیات میں منظر صاحب پنجگور میں ہیں۔ آج ہم اسلام آباد گئے تھے تو یہ بات تھی۔ تو اُس میں انشاء اللہ و تعالیٰ ہم اُنکے ساتھ بیٹھ کر تقریباً تمام چیزیں اُنکے طے کر لیں گے اور انکو اس پر لے آئیں گے۔

میڈیم اسپیکر: زیارت وال صاحب! اس کمیٹی کی، کیونکہ یہ ایوان سے باہر بنائی گئی ہے تو آپ kindly اگر اسکی

ایک رپورٹ بھی دیدیں تاکہ ایوان کو ہم اعتماد میں لے سکیں۔

وزیر پراسکیوشن، قانون و پارلیمانی امور: میں وہ رپورٹ آپکو دے دوں گا جب طے ہو جائیگی تو آپکو رپورٹ دیدیں گے۔ اب تک اسکو کا طے ہونا باقی ہے۔ پیرامیدیکس کے حوالے سے لیاقت آفانے بات کی۔ پیرامیدیکس یہ میرے پاس آئے تھے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ لوگوں نے پولیوکابایکاٹ کیوں کیا؟ آپکا اپنا بایکاٹ ہے آپکی ڈیماڈز ہیں ہم آپکے ساتھ بیٹھنے کیلئے تیار ہیں۔ حکومت کے طور پر بھی بھی آپکا انکار نہیں کیا ہے۔ پولیوایک ایسا مسئلہ ہے کہ ساری دنیا میں پولیو تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ صرف دو مالک باقی ہیں، افغانستان اور پاکستان۔ اور اگر ہم پولیو کو پاکستان اور افغانستان سے ختم نہیں کر سکے تو ہم پر یہ پابندی لگ جائیگی کہ افغانستان اور پاکستان کا کوئی آدمی دنیا میں کہیں بھی سفر نہیں کر سکے گا۔ آپکے VIP's including structure کے۔ تو میں نے ان سے کہا تھا کہ یہ ایک انتہائی مشکل مسئلہ ہے۔ اور اس میں آپکو معلوم ہے کہ ہمارے تمام سکریٹریز فری میں جاتے تھے ہر ضلع میں بیٹھ کر پولیو ہم چلاتے تھے۔ اور آپ لوگوں نے اس کو اس طرح آسانی سے نہیں لیا۔ اسکو خدا کیلئے اس طریقے، آسانی سے نہ لیں۔ آپکی ڈیماڈز ہیں ان پر ہم آپکے ساتھ بیٹھنے کیلئے تیار ہیں۔ اور اس میں بھی ایسی کوئی قباعت نہیں ہے۔ اس میں بھی structure کی بات ہے۔ پنجاب نے یہ دیا ہے خبر پشتونخواہ نے یہ دیا ہے سندھ میں اس طریقے سے ہو رہا ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ آغا صاحب کی تجویز پر بتا دیں کہ وہ کہہ رہے ہیں اسی کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ تو کیا آپ یہ صحیح ہیں۔

وزیر پراسکیوشن، قانون و پارلیمانی امور: میڈم اسپیکر! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں خود انکے ساتھ بیٹھا ہوں ہم کمیٹی بنانے کیلئے بھی تیار ہیں۔ جو بھی کمیٹی ہوگی ہم بیٹھنے کیلئے بھی تیار ہیں۔ میں آپکے توسط سے اس ایوان کی فلور پر ذمہ داری سے جو پیسے ہمیں دیئے گئے تھے اسکے ساتھ شرط یہ لگائی تھی کہ پھر آپ خانہ کعبہ بھی نہیں جاسکیں گے آپ مہربانی کریں اس کو ختم کروائیں۔ اب اسکے بعد بھی انہوں نے پیسے دیئے ہیں۔ اور مزید پیسے دیئے ہیں اور پولیو کو ختم کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اور آپکو معلوم ہے اس پر کتنے لوگ قتل ہو چکے ہیں کتنے لوگوں کو مارا جا چکا ہے؟ اور high-alert پورے صوبے کو کیا جاتا ہے۔ لیکن ایسے سنجیدہ مسئلہ پر بھی کہتے ہیں کہ ہماری ڈیماڈز آپکی ڈیماڈز ہیں آپ ہسپتال نہیں جاتے ہیں ہم اسکے عادی بن چکے ہیں بس علاج نہیں ہے۔ جہاں ہیں وہیں جاتے ہیں لوگ۔ لیکن اس قسم کی اسکے ساتھ انہوں نے یہ کیا تھا۔ میں نے کہا یہ آپ لوگوں نے غلط کیا ہے۔ یہ بالکل سرے سے غلط ہے اور پولیو میں انہوں نے کوئی ڈیوٹی نہیں دی۔ اور پولیو لیویز سے، دوسرے عملے سے

اور village کی جو خواتین ہوتی ہیں اُنکے ذریعے سے، ہم نے صوبے میں پولیو کی جوہم ہے وہ ہم نے چلانی اور اسکو complete کر دیا۔ لیکن گزارش ہماری یہ ہے کہ یہ جو نقطہ ہے اس پر جو بھی ہماری ڈیماڈز ہو گئی پولیو کے حوالے سے خصوصاً حکمہ صحت کے جتنے بھی ملازمیں ہیں یہ اُنکی ذمہ داری ہے، یہ اُنکی ڈیوٹی ہے اور internationally ہم سب پر یہ ذمہ داری عائد ہے کہ ہم نے اس کو ختم کرنا ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر پر اسکیوشن، قانون و پارلیمانی امور: تو اُسیں انہوں نے مد نہیں کی باقی جو کمیٹی آپ تشکیل دیں گے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم اُنکے ساتھ بیٹھنے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن یہ جو issue تھا اس پر میں اُنکے ساتھ، میں نے اُن سے کہا تھا کہ اس issue کو آپ لوگوں نے نہیں لینا تھا اور آپ لوگوں نے وہ بھی نہیں کیا۔ اور ہم نے مجبوری کی حالت میں پولیو شروع کر دادیے۔ اب اسکے بعد جو بیٹھنا ہے وہ بیٹھنے کیلئے ہم تیار ہیں جو بھی کمیٹی تجویز کرتی ہے۔ لیاقت آغا جو بھی دوست ہونگے۔ اُنکے ساتھ بیٹھیں گے اور اُنکے ساتھ بات کریں گے۔ اور منشہ صاحب بھی آجائیں گے۔

Thank you.

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر حامد اچکزئی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بنندی و ترقیات): مہربانی، محترمہ اسپیکر صاحبہ! کہ آپ نے موقع دیا۔ ہم اس پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ تو ذمہ داری کا مظاہرہ بھی کرنا ہو گا۔ میرے خیال میں واحد ملک ہے پاکستان جو وزیر اعلیٰ سے لیکر اسمبلی کے ممبر ان تک اور چیف سیکرٹری سے لیکر ایک جو نیزہ کلرک تک سب پولیو کی مہم میں نکلتے ہیں۔ اور تمام وقت اس مسودی مرض کو ختم کرنے کیلئے دیتے ہیں۔ چاہے دنیا میں political and civil democracy کسی بھی مرض کیلئے نکلتی ہے۔ ہمارے ملک میں چونکہ پچھلے دو، تین دہائیوں سے it of the State ختم ہوئی۔ ہمارے پاس پیر امیڈ کس، ڈاکٹر زاور ان سے منسلک جو بھی لوگ ہیں وہ اتنے زیادہ تعداد میں ہیں کہ وہ لوگ کافی ہیں کہ پولیو کے متعلق اس کو عملی کریں۔ انکا یہ اپنا فرض نہ ادا کرنے کی وجہ سے اس ملک کی، اس صوبے کی دنیا جہاں میں رسوائی ہو رہی ہے۔ سارے جہاں میں ہماری رسوائی ہو رہی ہے کہ جی ویزہ نہیں دیں گے، پاسپورٹ کپنسل کریں گے۔ پاکستان والوں کو آنے نہیں دیں گے اپنے ملک میں۔ جب یہ لوگ پولیو، پیر امیڈ کس اور health department کے disposal پر تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو، اپنے بھائی، بھیجوں کے حوالے کر لیتے تھے۔ واپسی وہ جب گھروں کو جاتے تھے وہ نکال دیتے تھے کہ بھائی جاؤ جاؤ۔ اُنکو counter میں refusal کرتے تھے۔ اور جن گھروں میں، گاؤں میں نہیں جایا کرتے تھے یہ لوگ نہیں جاتے

تھے۔ انکو بھی refusal وہ کر دیتے تھے۔ تو دنیا جہاں کایہ مسئلہ ہوا کہ بھائی یہ تو سارے آن پڑھ، جاہل لوگ ہیں اس صوبے کے۔ جو دیکسین سے انکاری ہیں۔

میدم اپسیکر: ڈاکٹر صاحب! کارروائی ابھی کافی ہے۔ آپ kindly اس کو conclude کر لیں۔ جی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ پولیو کے خلاف جو ہم ہے اُسکو compulsory قرار دیا جائے۔ تاکہ کوئی بھی اس سے انکار نہ کرے۔ پیرامیدیکس ہو، ڈاکٹر ہوں مطلب جس کو بھی بولا جائے۔ بڑی مہربانی۔

میدم اپسیکر: جی جمیدا چکنی صاحب! ابھی no point of order ہے۔ اس لیئے کہ میں پہلے کارروائی کرلوں ابھی تک کارروائی شروع نہیں ہوئی ہے۔ دیکھیں! پھر آپ رولز کی بات کرتے ہیں۔ ابھی کارروائی شروع نہیں ہوئی ہے جی میرے خیال میں یہ سارے points ہیں۔ جی جمیدا چکنی صاحب! آپ ایک منٹ بات کر لیں۔

جناب عبدالجید خان اچکنی: ایک منٹ، میں ایک بات کرلوں۔ یہ جہانزیب کا کڑ صاحب کا جو کیس بیان کیا گیا۔ اسکے بارے میں میں ایک منٹ یا اس سے تھوڑا زیادہ وقت لوں گا۔ یہ جہانزیب کا کڑ ہمارے ایماندار پولیس آفیسر تھے۔ اور یہ CSS کے امتحان میں third position پر آئے ہیں۔ ابھی اس میں تحقیقات تو اپنی جگہ۔ ابھی police کو مارا جاتا ہے اور باہر گن میں کہتا ہے کہ مجھے آوازنیں آئی ہے۔ اور جب پوسٹ مارٹم ہوتا ہے اُس میں گولی کے علاوہ اسکے بعد پرنشاتات ہیں۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ پولیس جب تحقیقات کرتی ہے اس میں مہینوں لگ جاتے ہیں۔ لیکن DIG جعفر آباد کی پولیس کا نفرنس ایک روز بعد میں آتا ہے کہ یہ خودشی ہے۔ میرے خیال میں انکا نام بھی سرجیل کا کڑ ہے، sorry، کر ل ہے۔ اور یہ دوسرے دن پھر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ خودشی ہے۔ ابھی تک لاش سول ہسپتال میں پڑی ہوئی ہے۔ اور سول ہسپتال میں یہ پوسٹ مارٹم نہیں ہوئی۔ اور یہ آجاتا ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ SP کا IG Police statement کا یا خودشی یا قتل پر کوئی statements سامنے نہیں آیا ہے۔ اور اس سے پہلے یہ تحقیقات کی بات ہے اس سے پہلے SP صاحب نے ایک پولیس کا نفرنس کی ہے۔ انہوں نے ایک raid کیا ہے۔ اور اس نے اُس میں کچھ پولیس آفیسر ان کے نام بھی لیے ہیں وہ چیک کر لیں۔ 3 بندے کھڑے ہیں اسکے ساتھ اسکے منه پر چادر لگائی ہوئی ہے اور 4 پولیس والے اور بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ جو کر رہے ہیں انکے لیئے کچھ نہیں ہے۔ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں انکی سزا پھری ہے۔

میدم اپسیکر: ٹھیک ہے۔

جناب عبدالجید خان اچکنی: تو یہ میں آپکے اس ہاؤس کے توسط سے کہ اس خاندان پر کیا گزر رہی ہے۔

اور ایک ایماندار آدمی ڈھونڈنا بھی صوبے میں برا مشکل کام ہے۔ جب آپ ایماندار آدمی ڈھونڈیں گے اور CSS کر کے آئیگا اور وہ جا کر کے کسی crime پر سختی کریگا کسی مجرم پر دباو ڈالے گا اور اسکا انعام یہ ہوگا۔ یہ میرے خیال میں جیسے زمرک خان، منظور کا کڑ صاحب، زیارت وال صاحب نے کہا۔ یہ مطلب اس پرواضح action لینا چاہیے انکو اُرٹی ہونی چاہیے۔ میرے خیال میں میری معلومات کے مطابق ابھی تک پولیس کی FIR بھی نہیں کئی ہے اپنے قتل پر۔ SP Thank you Madam Speaker.

میدم اسپیکر: میرے خیال میں یہ دو یا تین points ہم نے discuss کئے، اُسیں سب سے پہلے، سب سے important ہمارے جو ڈاکٹر زکی strike ہے اور اس پر کمیٹی already ہے۔ زیارت وال صاحب نے اسے explain بھی کر دیا ہے۔ میں کمیٹی سے یہ کہوں گی کہ چونکہ عوام بھی بہت پریشان ہیں۔ میرا بھی کچھ کل کسی مسئلے پر hospital جانا ہوا تو وہاں ڈاکٹر نہیں تھے۔ اور پھر specially وہ انکو کہنے کیلئے آئے وہ مریض بہت تکلف میں تھے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ عوام بھی پریشان ہیں اور ڈاکٹر زہاری سوسائٹی کا بہت respectable طبقہ ہے۔ اور ہمیں اُنکی بھی بات سننی چاہیے اور دونوں بیٹھ کے اس مسئلے کو جتنی جلد حل کریں بہتر ہے۔ کیونکہ یہ ہم سب کیلئے ایک اچھی بات ہو گی اور relief ملے گا۔ اور پہلے سے بھی پریشانیاں ہیں اگر اس مسئلے کو ہم جتنی بھی جلد address کریں گے، اُس سے عوام کی مشکلات آسان ہوں گی۔ اور دوسرا آغا صاحب نے کہا پیرا میدیکس کا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دیتے ہیں۔ اُسیں ممبر ز آغا صاحب آپ پر چھوڑتی ہوں۔ آپ ممبر لے لیں اپنے، جو بھی، ہر پارٹی سے ایک ایک ممبر لے کے اور اُسکے چیئرمین آپ خود منتخب کریں اور اُسیں آپ اس مسئلے کو address کریں۔ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دے دیتے ہیں۔ اور چونکہ آج ہمارے interior minister ہیں تو اُس پر چیئرمین اُن سے بات کرو گی اور جو آپ نے جہانزیب کا کڑ صاحب کی بات کی۔ تو اُس پر ہم مزید لا جائیں گے کہ کس طرح کیا جاستا ہے۔

اور جو پہلے والی کمیٹی ہے اُسیں ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ کا نام ہے۔ You are in that committee کیونکہ اس فلور پر announce کیا تھا آپ اُسیں ہیں آپ چیئرمین سے رابطہ کریں۔

وقہ سوالات چونکہ ہمارے جتنے بھی جن کے سوالات ہیں، انجیئر زمرک خان اچلنی صاحب، محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ، اُنکے ہیں۔ چونکہ وہ تشریف نہیں لائے ہیں، بائیکاٹ پر ہیں۔ تو ان سوالات کو defer کیتے جاتے ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

جناب محمد اعظم داوی (سیکرٹری اسمبلی): سردار محمد اسلام بزنجو صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کیا جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولانا عبدالواسع صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کیا جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مفتی گلاب خان صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر ہیں، جس کی بنا انہوں نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کیا جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 98 پیش کریں۔ چونکہ وہ بائیکاٹ پر ہیں تو اس لئے اس قرارداد کو ریکارڈ کا حصہ بنایا جاتا ہے۔

مولانا عبدالواسع صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 99 پیش کریں چونکہ وہ رخصت پر ہیں، اسلئے اسے بھی ریکارڈ کا حصہ بنایا جاتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے، آغا سید لیاقت علی صاحب، عبدالجید خان اچکزئی صاحب، منظور احمد خان کا کڑ صاحب، ولیم جان برکت صاحب، محترمہ سپوزمی صاحبہ، محترمہ معصومہ حیات صاحبہ اور محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 102 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 102

آغا سید لیاقت علی: شکریہ محترمہ اپسیکر صاحبہ! قرارداد یہ ہے۔ ہرگاہ کہ پورے صوبہ میں ملک کی سرکاری نشریاتی ادارے پی ٹی وی کی نشریات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مرکزی حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ بلا تفریق ملک کے تمام صوبوں کو اپنی نشریات سے مستفید کرата۔ اور اس طرح چند دیگر جگہوں پر پی ٹی وی بوسٹروں کا جاری کام گزشتہ کئی سالوں سے مکمل نہیں کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ منظور شدہ 150 پوسٹوں پر بھی گزشتہ کئی سالوں سے صوبے کے کسی شخص کو تعینات نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ پی ٹی وی نشریات صوبے کے عوام کو پہنچانے کیلئے بوسٹروں پر جاری کام کو مکمل کرنے اور نئے بوسٹروں کی

منظوری نیز پی ٹی وی سینٹر کوئٹہ کی 150 پوسٹوں کو فوری طور پر صوبہ کے امیدواروں سے پُر کر کے صوبہ کے عوام کی حق تلفی کے خاتمے کو یقینی بنانے کیلئے عملی اقدامات کیے جائیں۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 102 پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

آغا سید لیاقت علی: شکریہ میڈم اسپیکر! پی ٹی وی ایک قومی ادارہ ہے کچھ سال پہلے جب باقی ٹی وی نہیں آئے تھے تو پی ٹی وی مکمل طور پر پاکستان میں اپنی نشریات نشر کرتا تھا۔ محترمہ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت پاکستان ٹیلی ویژن کیلئے ہماری بجلی کے بل سے تقریباً 50 روپے کا ٹے جاتے ہیں، یعنی وہ حلقے وہ ایریا جہاں پی ٹی وی کی نشریات نہیں پہنچتی ہیں اُس پر تو نہیں بعد میں بات کروں گا اسی chapter میں۔ کہ اس وقت صرف پی ٹی وی کا ایک چینل اس صوبے میں کام کر رہا ہے جب کہ باقی کوئی بھی چینل سوائے کوئٹہ کے اس پتوں ملبوچ صوبے کے کسی بھی علاقے میں کام نہیں کر رہا۔ لیکن اس کے بد لے کیا ہو رہا ہے ہمارے صوبے کے ساتھ کہ ہر شخص کے بجلی بل سے پچھاں روپے کا ٹے جارہے ہیں آپ دیکھ لیں کہ اگر تو بہ کڑی، توبہ اچکزئی کدھری بھی بجلی کا بل پے منٹ ہوتا ہے تو وہاں ٹی وی نہیں ہے بوسٹر نہیں ہے تو پاکستان ٹیلی ویژن کی نشریات نہیں پہنچ رہی ہیں لیکن بل تقریباً بل 15,20 سال سے لگا تارکا ٹے جارہے ہیں، اور میں جیران اس بات پر ہوں کہ اس وقت اس صوبے میں صرف پی ٹی وی بولان کا، پی ٹی وی ہوم وہ صرف اپنی نشریات نشر کر رہے ہیں بلکہ وہ بھی کچھ جگہوں تک محدود ہے باقی جو پی ٹی وی کے چار یا پانچ پی ٹی وی چینلز ہیں ان کی نشریات صوبے کے کسی بھی علاقے میں نہیں دیکھی جاسکتیں سوائے کوئٹہ کے چونکہ کوئٹہ میں بھی مکمل نہیں دیکھی جاسکتیں وہ بھی اس وقت کیبل پر ہیں کیبل کے ذریعے آپ اُس کو دیکھ سکتے ہیں، direct PTV کی نشریات وہ آپ کوئٹہ میں بھی نہیں دیکھ سکتے ہیں، بل ہم لگا تاروں رہے ہیں کہ پی ٹی وی نقصان میں ہے اس کی نشریات آگئیں کر سکتے، محترمہ! آپ کو میں بتاتا چلو کہ مقامی زبانوں کے حوالے سے اس وقت PTV Home, PTV English, PTV Bolan یہ چار یا پانچ ہیں۔ اس وقت بولان کوئٹہ شہر میں دیکھا جاسکتا ہے اسکے باہر کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا، سوائے پی ٹی وی ہوم کے۔ پھر اسی طرح پی ٹی وی میں تقریباً ساڑھے پانچ سو ملاز میں تھے جن میں سے 150 گھوست ملاز میں تھے جو اس صوبے کے جعلی ڈو میسال پر یہاں لگے ہوئے تھے اب جب پی ٹی وی ہوم یہاں آگیا ہے تو یہ ملاز میں واپس چلے گئے اپنے صوبوں کو کوئنہ ان کے ڈو میسال اس صوبے کے تھے وہ جعلی تھے، یہ پوٹھیں گزشتہ کافی عرصے سے خالی پڑی ہوئی ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ اس پر صوبے کے لوگوں کو لگایا جاتا ہے 150 پوٹھیں پی ٹی وی کے اٹھیں میں یہ پوٹھیں خالی ہیں جس کے وجہ

سے یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم باقی ایشیشن کا ریلے ادھر سے نہیں کر سکتے ان پوستوں پر ابھی تک مقامی لوگوں کی تعیناتی نہیں کی گئی ہے تو میری اس سلسلے میں یہی گزارش ہے کہ یہ زیادتی کیوں ہے عرصہ چار یا پانچ سال سے یہ پوٹھیں خالی ہیں، یہ پُر ہونی چاہئیں اور اس کے علاوہ جو سب سے بڑی زیادتی اس صوبے کے ساتھ ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں تقریباً بوسٹر چینز جتنے بھی لگے ہوئے ہیں بوسٹر ایشیشن بنائے گئے ہیں وہ تقریباً یہاں 14.15 کے قریب ہے۔ اور اس میں سے بھی چار یا پانچ ٹی وی بوسٹر، یہ پیٹی وی بولان کیلئے ٹرانسمیشن لگائے گئے ہیں وہ بھی اس میں سے تین چارائیں ہیں جو نامکمل ہیں اُن پر ابھی تک کام نہیں ہوا ہے، کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈ نہیں ہیں بلکہ ان کے پاس اگر دیکھا جائے کہ اس صوبے سے جو 50 روپے ایک بل کے ذریعے جاتے ہیں وہ اس کیلئے کافی ہے اگر کوئی صحیح انکوائری کی جائے یا کوئی کمیٹی بھائی جائے، تو پیٹی وی کے پاس جو ہمارے پیسے جاتے ہیں، وہ سرپلس ہیں ہمارے ان ایشیشن اور بوسٹر کو لگانے میں، اب آپ دیکھ لیں، سی پیک کے تحت PTV اور CCTN جو چائیا کمپنی ان کا ایک agreement ہوا ہے سارے ملک میں CCTN کے درمیان ایک معاملہ ہوا تھا CCTN دکھا رہا ہے لیکن پیٹی وی یہاں کوئی میں یہ CCTN کی کوئی نشریات نہیں دکھارتا۔ یہی پیک کا ایک agreement ہے، کہ پیٹی وی کو اگر ہم اس میں شامل ہیں تو باقاعدہ اس کو یہاں سے نشر کرنا چاہیے CCTN کی نشریات کو بھی پیٹی وی کے ساتھ اس صوبے میں نشر کرنا چاہیے جو کہ نہیں کر رہے ہیں تو اس سلسلے میں میری گزارش ہے محترمہ! جتنے بھی یہاں بوسٹر ناکافی ہے جو لوگا نہیں گئے ہیں یا تین، چاراب تک incomplete جو پڑے ہیں اُن کو لگایا جائے اور جو بوسٹر اس وقت صرف پیٹی وی ہوم دکھار ہے ہیں، اس میں لکپاس، سبی، خوچک پاس برائے قلات، لورالائی، تربت، ڈریہ بگٹی، پنجکور، ثروب، دکی، پیضنی، بیلہ، نوشکی، گادر، کوہلو اور قلعہ سیف اللہ ہے ان پر باقی پیٹی وی کے جو ایشیشنز ہیں اُن کی نشریات بھی دیکھائی جائیں ہم اس لئے پیسے دے رہے ہیں یہ پچاس روپے ہر بل میں ہر consumer بھلی کے ساتھ دے رہا ہے وہ اس لئے دے رہا ہے کہ پیٹی وی کی تمام نشریات ہم دیکھ سکیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ سارے ملک میں تو پیٹی وی نشریات تمام چار، پانچ چینز جتنے بھی ہیں ان کی سپورٹس سے پیٹی وی انگلش تک سب دیکھی جاسکتی ہیں لیکن یہ واحد صوبہ ہے جو پیمنٹ بھی کرتا ہے اور بل بھی ان سے لیا جاتا ہے اور لیکن جو بوسٹر جدھر جدھر لگائیں گے یہ صرف پیٹی وی ہوم کی نشریات دکھاتا ہے، تو میری صوبے سے اس اسمبلی سے کہ پیٹی وی کے جو کرتا دھرتا ہے ان سے کہا جائے، وفاقی حکومت کو ایک تو ہمارے ایک سوچا پس پوٹھیں خالی ہیں ان پروفوراً لوکل آدمی بھرتی کیے جائیں اور جتنے بھی نامکمل تین یا چار بوسٹرز ہیں اُن کو complete کیا جائے اور پھر جو بقا یا بوسٹرز ہیں اُن پر پیٹی وی کی تمام نشریات دکھائی جائیں، شکریہ۔

میدم اپسیکر: انہائی اہمیت کی حامل یہ قرارداد ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 102 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

میراظہار حسین خان کھوسے صاحب، میر عاصم خان رند صاحب، میر عبدالماجد بڑو صاحب اور محترمہ راحت جمالی صاحبہ میں سے کوئی ایک محکم اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 103 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 103

میراظہار حسین خان کھوسے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بہت شکریہ اپسیکر صاحبہ۔ ہرگاہ کہ M-8 موٹروے جو کشمود براستہ شکار پور، نصیر آباد ڈویژن سے جاتی ہے۔ طویل ہونے کی وجہ سے مسافروں کو زیادہ فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ اگر مذکورہ شاہراہ کشمود براستہ پنہور سنہری، ملخچی پور، صحبت پور اور جھنڈا تالاب سے ہوتے ہوئے ربع کینال ڈیرہ مراد جمالی سے ملائی جائے تو فاصلہ 125 کلومیٹر سے 135 کلومیٹر کم پڑیگا۔ جسکی وجہ سے مسافر کو یہ سے اسلام آباد، لاہور، ملتان، رحیم یار خان اور فیصل آباد کم وقت میں پہنچ سکیں گے، پورے بلوچستان میں۔ جبکہ مرکزی حکومت کی بھی یہی پالیسی ہے کہ فاصلوں کو کم سے کم کیا جائے تاکہ لوگ جلد از جلد اپنی اپنی منزلوں کو پہنچ سکیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے اور M-8 موٹروے کو کشمود براستہ پنہور سنہری، ملخچی پور، صحبت پور، جھنڈا تالاب سے ربع کینال ڈیرہ مراد جمالی سے ملائی جائے تاکہ بلوچستان سے صوبہ پنجاب کیلئے سفر کرنے والے مسافروں کیلئے منزل کی مسافت میں کمی واقع ہو۔

میدم اپسیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 103 پیش ہوئی۔ اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

میراظہار حسین خان کھوسے: شکریہ میدم اپسیکر! ایسا ہے کہ ہمیں یہاں سے بہت بڑا فاصلہ طے کر کے جس میں ڈیرہ مراد جمالی سے جیکب آباد، جیکب آباد سے شکار پور، شکار پور سے کندھ کوٹ پھر کشمود پھر جا کر کے ہم پنجاب سے مل جاتے ہیں M-8۔ اس میں بہت بڑا short distance آئے گا جس سے یہاں بلوچستان کی خاص کر ٹرانسپورٹیشن چمن، ثواب، اور الائی ان ایریا ز سے بہت سارے ٹرک اور بسیں جو وہاں سے نکلتی ہیں گواہ، سیلہ، پنجگور، خاران ٹولی ایسا ز سے جو بھی بسیں ہیں ٹرک ہیں خاص کر طے کرتے ہیں تو انکو فائدہ ہوگا اور کوئی تین گھنٹے کا فرق پڑے گا۔ پنجاب گورنمنٹ نے کشمود سے آگے مٹھن کوٹ 140 کلومیٹر ہے۔ وہاں سے indus-river bridge ایک bridge دیا ہے پنجاب اس سے ایک گھنٹے کا راستہ ہوگا ہمارا اور رحیم یار خان کا۔ بلکہ وہ bridge بن گیا ہے وہ start ہو گیا ہے میاں شہباز شریف صاحب نے اسکا افتتاح بھی کر دیا ہے تو اس سے اس صوبے کو خاص کر بلوچستان کے لوگوں کو اور اس ملک پاکستان کو فائدہ ہوگا اور یہ shortest راستہ ہوگا۔ اور یہی پیک کے ساتھ بھی connect

ہو جائے گا اقتصادی ایک، ان کے ساتھ ہم connect ہو جائیں گے۔ گواہ، اور توڑیو، خضدار سے بھی وہ ہو جائے گا اس سے یہاں کے لوگوں کو فائدہ ہو گا مہربانی کر کے یہ قرارداد منظور کی جائے گی اور میری درخواست ہے فیڈرل گورنمنٹ سے اس پر میں نے پہلے ہی ایک قرارداد دے دی ہے کہ اس کو فیڈرل پی ایس ڈی پی میں رکھا جائے اس سے ہم لوگوں کو فائدہ ہو گا۔ بہت شکریہ۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 103 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد منظور ہوئی۔

محترمہ کشور احمد بٹک: آپ اپنی قرارداد نمبر 104 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 104

محترمہ کشور احمد بٹک: ہرگاہ کہ صوبہ بلوچستان قبائلی روایات کے امین اور منفرد حیثیت کا حامل ہے جہاں خواتین کو انہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری جانب صوبہ میں نادر اور پاسپورٹ کے دفاتر میں خواتین فوٹوگرافر زندہ ہونے کی بنا مرد اہلکار خواتین کی تصاویر اُتارتے ہیں جو کہ قبائلی روایات کے خلاف ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا وہ کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبہ بلوچستان میں نادر اور پاسپورٹ کے دفاتر میں خواتین فوٹوگرافر زکی تعیناتی کویقینی بنائے۔

میڈم اسپیکر: قرارداد نمبر 104 پیش ہوئی۔ کیا محترمہ اپنی قرارداد کی admissibility کیوضاحت فرمائیں گی؟

محترمہ کشور احمد بٹک: چونکہ ہمارا صوبہ بلوچستان قبائلی روایات کا امین ہے۔ اور یہاں رہنے والے لوگ بہ نسبت دوسرے صوبوں سے یہاں کا ماحول یہاں کا لکھ جدعا ہے۔ یہ قرارداد اس وجہ سے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ صوبہ بلوچستان میں زیادہ تر با پردہ خواتین ہیں اور اسلام میں پردہ کا حکم ہے۔ چونکہ میں نے خود بھی دیکھا ہے کہ نادر اکادفتر اور پاسپورٹ دفاتر جہاں خواتین کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ خواتین پریشان ہو جاتی ہیں با پردہ خواتین تصویر کھنچوائے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتی ہے۔ صوبہ میں نادر اور پاسپورٹ کے دفاتر میں خواتین فوٹوگرافر زندہ ہونے کی بنا مرد اہلکار خواتین کی تصاویر اُتارتے ہیں جو کہ قبائلی روایات کے خلاف ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے وزیر اعلیٰ سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ وہ صوبہ بلوچستان میں نادر اور پاسپورٹ کے دفاتر میں خواتین فوٹوگرافر زکی تعیناتی کویقینی بنائے۔ تاکہ خواتین وہاں اطمینان سے بیٹھ سکیں۔ میری قرارداد کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی عبد الجید اچنڈی صاحب۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: محترمہ کی قرارداد کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں۔ بات صحیح ہے خواتین کے لئے نادر اور پاسپورٹ آفس مسئلہ بن ہوا ہے۔ یہ برداشت پاسپورٹ اور نادر امیں کرپشن کا ہے۔ ابھی پاسپورٹ آفس میں جن لوگوں کو انجینئرنگ یونیورسٹی سے بُلایا گیا ہے یہ بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ دو بجے تک پاسپورٹ ایشونیں کرتے دو بجے کے بعد انکے بندے بیٹھے ہوتے ہیں جو پیسے لیکر دیتے ہیں۔ پاسپورٹ آفس میں میں نے خود دیکھا ہوا ہے کہ یہاں چھوٹی سی جگہ ہے جہاں بیٹھنے کی جگہ ہے باقی سارے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں نہ پانی کا بندوبست ہے نہ باٹھ رومز ہیں۔ لوگوں کو ہر روز بُلائے جاتے ہیں جب تک یہ لوگ پیسے نہیں دیتے ان کو پاسپورٹ نہیں دیا جاتا۔ پاسپورٹ آفس ہمارے صوبے میں کرپٹ ترین ادارہ ہے۔ مسئلہ کیا ہے؟ فیڈرل گورنمنٹ کو مسئلہ کیا ہے کہ لوگ پیسے دے کر کے اپنے ٹرانسفر کراتے ہیں اور یہاں بیٹھتے ہیں عام لوگوں کو پاسپورٹ نہیں مل رہا ہے جو بچاں ہزار ایک لاکھ روپے دیتے ہیں اُنکے لئے پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ پاسپورٹ والے کہتے ہیں کہ آپ جا کر کراںٹر برائج سے ویریکلیشن کرائیں۔ even پاسپورٹ والے یہی کہتے ہیں کہ آپ 1974ء کے ثبوت لے آئیں۔ ایک بندے کے پاس جب شناختی کارڈ ہو گا تو اُسے ثبوت لانے کی پھر کیا ضرورت ہے۔ میڈم اسپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو نادر ا کے حوالے سے پچھلے دونوں اخباروں میں آیا تھا اور خاص طور پر ہمارے ڈسٹرکٹ کو target کیا گیا۔ یہ مزے کی بات ہے نادر ا جو کچھ کر رہی ہے وہ تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ FIA نے چھاپہ مارا اور ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ میں چالیس ہزار جعلی شناختی کارڈز پکڑے گئے یہ سارا ڈرامہ ہے۔ حق بات یہ ہے کہ کمپیوٹرائزڈ دنیا ہے کہ جس بندے کو آپ نے جعلی قرار دیا ہے یہ تو آپ ایک سینڈ میں نکال سکتے ہیں کہ یہ شناختی کارڈ جب اشو ہوا ہے تو اس پر نادر ا کے کسی آفیسر کے signatures ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں ہمارے قلعہ عبداللہ میں اور ڈسٹرکٹ کوئٹہ میں اور ضلعوں میں ۔۔۔۔۔ (مداخلت)

میڈم اسپیکر: یہ بالکل موضوع سے ہٹ کر کے ہے۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: میڈم اسپیکر! آپ نے مجھے اجازت دی ہے؟

میڈم اسپیکر: میں نے اجازت دے دی ہے لیکن آپ موضوع سے ہٹ گئے ہیں۔ میں نے سمجھا کہ آپ اسی حوالے سے بات کریں گے۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: میڈم اسپیکر! یہی حوالہ ہے اور تو میں نے پردے والی بات کہہ دی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں گے۔ میڈم اسپیکر! یہ بالکل ابھی بھی یہ پرکیٹس نادر امیں ہو رہی ہے اور یہ حج آپریٹرز جو افغانستان اور ایران کے لوگوں کو حج پر بھیج رہے ہیں ان سب کو شناختی ایشون کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: اب یہ قرارداد منظور یا نام منظور ہوتا آپ بات کریں۔

جناب عبدالجید خان اچھزئی: ویسے بھی میں کم بولتا ہوں ایک منٹ لوں گا ایسا بھی کیا مسئلہ ہے۔

میڈم اسپیکر: چلیں آپ بولیں۔ دیکھیں آپ کو میں بولنے کا موقع دے رہی ہوں۔ روڑ کے خلاف تھا بھی تک اُس قرارداد پر رائے شماری نہیں ہوئی ہے۔ آپ اُس سے ہٹ کر کے بات کر رہے ہیں۔

جناب عبدالجید خان اچھزئی: ٹھیک ہے پر دے کے ساتھ فوٹو لے لیں میں بیٹھ جاتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: چلیں۔ میں بھی آپ کو موقع دیتی ہوں پوائنٹ آف آرڈر پر۔

سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد نمبر 104 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ جی عبدالجید اچھزئی صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب عبدالجید خان اچھزئی: میڈم اسپیکر! یہ ایف آئی اے والوں کا نیا ڈرامہ ہے یہ exactly

والوں کو پتہ ہے کہ یہ حج پر جا رہا ہے یہ کہاں کا رہنے والا ہے۔ جو حج آپ پریز یہاں کام کر رہے ہیں ان کو شاختی کارڈ کہاں سے ملتے ہیں کس صوبے کے ہیں یا ایران میں یا افغانستان میں کس صوبے کے ہیں اور یہ انکو دیتے ہیں یہاں سے کی بار حج آپ پریز پکڑے گئے ہیں پسیے دیکر کے انکو چھوڑ دیئے گئے۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ ابھی ہمارے اپنے ضلع میں آٹھ ہزار کے لگ بھگ شناختی کارڈز block ہیں۔ ہماری پارٹی کی بھی پالپسی یہی ہے کہ ہم کسی غیر ملکی کو شناختی کارڈ نہیں دینا چاہتے اور دوسری بات یہ ہے یہ افغان مہاجرین کی جو بات ہو رہی ہے۔ یہ تو نادر کے پاس پہلے ہی سے ریکارڈ موجود ہے ان کے finger-prints موجود ہیں۔ جو شناختی کارڈ بینا چاہتا ہے وہ کہتا ہے کہ آپ

نے اس سے پہلے مہاجر کا رڈ لیا ہوا ہے آپ کا شناختی کارڈ نہیں بن سکتا۔ ہمارے اپنے گاؤں کا پیش امام افغانستان کا رہنے والا ہے تین سالوں سے میں نے کوشاںیں کی ہے اُس کا شناختی کارڈ نہیں بن رہا۔ کیونکہ اُس نے پہلے ہی سے ریفیو جیز کا کارڈ لیا ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میڈم اسپیکر! ابھی ہمارے خاندان میں جن لوگوں کو ہماری فیملیز میں گھسایا گیا ہے اُن کو شناختی کارڈ زالیشو کئے گئے ہیں۔ کون چاہتا ہے کہ ایک خاندان میں آپ باہر کے یا ایران کے یا افغانستان کے یا کسی اور ملک کے یا کسی مہاجر کو آپ enter کریں گے اور ایک شناختی کارڈ یادو شناختی کارڈ کے

block ہونے کی وجہ سے ہمارے ایک ہی خاندان میں تمیں پینتیس لوگوں کے شناختی کارڈ زند پڑے ہیں۔ یہ کام نادرانے کیا ہے یہ کام ایف آئی اے نے کیا ہے سب کو پتہ ہے۔ بڑا چرچا ہے عوام میں، کراچی میں میں تھا وہاں چالیس ہزار جعلی شناختی کارڈ زالیشو ہوئے ہیں۔ کچھ نہیں ہوا یہ سب حج آپ پریز کو نادر اولے بھی اور ایف آئی اے والے بھی جانتے ہیں۔ ابھی ویریکیشن کیلئے دوسرا دروازہ کھول دیا ہے کہ آپ نے ایف آئی اے کے ذریعے سے

اسکی ویریٹکلیشن کروانی ہے۔ اس میں آسان طریقہ یہ ہے کہ اگرنا دار اہمارے صوبے میں یہ کام کرنا چاہتی ہے جیشیت پشتونخواعوامی پارٹی ہم اُسکی حمایت کرتے ہیں ہم کسی اور کوشاختی کارڈ ایشونیس کرنا چاہتے ہیں۔ یہ جو ہمارے خاندانوں میں لوگوں کو گھسا یا گیا ہے اور ان کو شاختی کارڈ زایشو کیتے گئے ہیں ان کے تو پرنٹ آپ نکالیں کہ یہ کس نادرا کے آفیسر نے یہ شاختی کارڈ زایشو کئے ہیں معاملہ سارا حل ہو جائے گا اس میں کوئی ایسا مسئلہ ہے ہی نہیں۔ اور ابھی یہ ہمارے ضلع کو بدنام کرنے کے لئے چالیس ہزار یہ سارا جھوٹ ہے۔ تو میڈم اسپیکر! اس میں آپ مہربانی کر کے کچھ ہماری راہنمائی کریں یہ نادرا والے یا پاسپورٹ والے اس میں جو کچھ جا رہا ہے یہ اسکورو کتنا چاہئے۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے ادارے ہیں یہ جو کچھ کر رہے ہیں اور واقعی ہمارے لوگ یہ نادرا کے اُس کے لئے پھر وہ جو ٹیم بناتے ہیں ویریٹکلیشن کے لئے پھر ژوب سے فلاں سے لوگوں کو بلا تے ہیں عالم پوک پران کا دفتر ہے اور یہ ویریٹکلیشن کراتا ہے کہ یہ مہما جنہیں ہے۔ اس میں بھی بہت بڑا ذرا مچل رہا ہے تو میڈم اسپیکر! اس کے لئے آپ روائی دے دیں فیڈرل گورنمنٹ کو آپ لکھ کر کے دے دیں کہ پاسپورٹ آفس میں جو کر پٹ لوگ involved ہیں جو پیسے لیتے ہیں نادرا میں جو لوگ involved ہیں ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے۔

Thank you

میڈم اسپیکر: جی رحیم زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: شکریہ میڈم۔ مجید خان صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر جو نقطہ اٹھایا ہے نادرا اور پاسپورٹ کے حوالے سے۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ ایک دن آپ ان کو بُلا کیں اپنے آفس میں جو ایشوز چل رہے ہیں پہلے آپ ان کو بُلا کے ان کو بُھا کے مجید خان ہوں گے اور دوسرے جو بھی دوست آنا چاہیں، جس دن آپ رکھیں گے اسمبلی ممبر ان صاحبان کو جو جو شکایات ہوں گی نادرا کے حوالے سے بھی اور پاسپورٹ کے حوالے سے بھی وہ ان کے سامنے رکھ دیں گے اور ان کو بتا دیں گے یہ یہ چیزیں ہیں۔ واقعتاً لوگوں کو اپنے دفتر کی باقی الفاظ میں کیا استعمال کروں کہ بد عنوانیاں جوان کی ہیں ان کے ذریعے سے لوگوں کو خاندانوں میں کو گھسا کے پھر اسکے بعد پورے خاندان کے شاختی کارڈ بلاک ہو جاتے ہیں اور یہ بلاک مہینوں سالوں تک چلتا رہتا ہے آتے ہیں اور جاتے ہیں۔ شاختی کارڈ اب ایک ایسی ضرورت بن گیا ہے کہ اُس کے بغیر جب آپ گھر سے باہر جاتے ہیں تو آپ سے طلب کئے جاتے ہیں مرد ہوں خواتین ہوں اور صوبے سے باہر جب آپ جاتے ہیں ہوٹل میں رات گزارنے کمرہ لینے کی آپ کو اجازت نہیں دیتے۔ تو یہ مسئلہ ہے معاملہ ہے جس نے کیا ہے جس وقت کیا ہے ان کو بُھا کر کے جیسے کہ مجید خان کہہ رہے ہے تھے کہ یہ ایک دن کا کام ہے کہ کب ہوا ہے کس آدمی کے زمانے میں ہوا ہے خاندان معلوم ہے اگر وہ ہر نالیٰ زیارت ژوب نوشکی کا ہے چنانچہ جہاں کا بھی باشندہ ہے آتا ہے ان کے پاس کہتا ہے کہ بابا یہ میرا خاندان

ہے یہ میراثناختی کا روڈ ہے یہ کس بنابر بلاک ہے۔ کون اندر گھسا ہے میں تو یہ کام نہیں کر سکتا ہوں جس نے یہ کام کیا ہے جس بنیاد پر کیا ہے جس وقت ہوا ہے اسکی روک تھام تو پھر ان کی ذمہ داری ہے عام لوگوں کو شناختی کا روڈ وصول کرنے والے کو اسکی سزا کیوں دی جاتی ہے؟ تو اُس کے لئے بنیادی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ان کو بیلا کر بٹھائیں باقاعدہ اسمبلی ممبران پا سپورٹ والوں کو بلاست ہیں تو بھی اسمبلی اراکین کو دعوت دیں اور نادر اوالوں کو بلاست ہیں تب بھی اسمبلی اراکین کو دعوت دیں کہ جو ان کے سوالات ہیں جس قسم کے مسائل ہیں وہ بیٹھ جائیں گے اور یہ اپنے questions clarify کریں گے اور وہ اُن کی کرنے کے لئے وہ موجود رہیں گے۔ تو اس طریقے سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے تھی۔ شکریہ میدم اسپیکر۔

میدم اسپیکر: جی جعفر مندو خیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر مکمل مال و ٹرانسپورٹ): شکریہ میدم اسپیکر۔ مجید خان صاحب نے جو مسئلہ جو بحث چھیڑی ہے واقعی اُس سے لوگ affect ہو رہے ہیں۔ خصوصی طور پر نادرانے تو ایک تماشا بنایا ہوا ہے ایک شناختی کا روڈ بلاک ہو جاتا ہے پورا خاندان کے شناختی کا روڈ بلاک کر دیتے ہیں یہ کیا ترتیب ہے۔ غلطیاں آپ کی ہیں ترتیب آپ کی خراب ہے۔ پاکستانی یہاں رہنے والے لوکل جن کا ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ ہم تصدیق کرتے ہیں۔ ٹور آپ پیڑز کو یہ بھیثیت اپیشل کیس promote کرتے ہیں چلو وہ انکا اپنا interest ہو گا۔ لیکن خراب کرنا انکا حق نہیں ہے۔ میں گیا تھا اپنے حلے کے دورے پر کا کڑھرا سان جو دو دراز علاقہ ہے ظاہر ہے انکے آدھے سے زیادہ لوگوں کے شناختی کا روڈ ز بلاک تھے۔ مردازی لوکل پاکستانی وہاں کوئی اور قوم ہے ہی نہیں۔ کسی بھی مردازی کا نام لے لوں اُسکا وجود کہیں اور ہے نہیں۔ تماشہ بنایا ہوا ہے اسی پر لوگ politics کرتے ہیں۔ لوگوں کو ایک عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے آدمی خواتین کے شناختی کا روڈ ز نہیں بننے ہوئے ہیں پہلے انکی موبائل ٹیمیں تھیں شناختی کا روڈ ز بننے تھے۔ ابھی ایک سو اسی کلو میٹر سے کیسے آسکتے ہیں شناختی کا روڈ ز بنانے کے لئے۔ پتہ نہیں کس طرح یہ روز بروز ہماری تنزلی کی طرف جا رہے ہیں سارے ادارے۔ اب مندو خیل کے شناختی کا روڈ ز بند ہونا۔ مندو خیل ژوب کے ماسو کہیں پر نہیں ہیں ژوب کے پکے لوکل ہیں اُن کے شناختی کا روڈ ز کیسے بند کر دیں گے۔ افغانستان میں ایک مندو خیل ثابت کر دیں KPK میں ایک مندو خیل ثابت کر دیں اُن کے شناختی کا روڈ ز بند کرنا یہ تماشہ بنایا ہوا ہے شناختی کا روڈ ز بلاک کر دیتے جاتے ہیں۔ جتنے ووٹ پڑتے ہیں اُن سے زیادہ بلاک کیتے گئے ہیں۔ خواتین کے لئے موبائل ٹیمیں جاتی تھیں گاؤں میں اور خواتین کا شناختی کا روڈ ز وہاں بناتی تھیں۔ ان چیزوں کا واقعی نوٹس لینا چاہئے اور آپ کے لیوں پر بھی اور گورنمنٹ کے لیوں پر بھی ہم کو اس چیز میں جانا پڑے گا کہ ہم لوگوں کو ان چیزوں سے نجات دلائیں۔

ہمارے مندوخیلوں کا کیا قصور ہے کہ اُنکے ہزاروں شناختی کارڈز بلاک ہوں۔ مردازی میں نے کہا سوائے کا کڑخ اس ان کے دنیا کے کسی کونے میں نہیں ہیں اُن کے بلاک ہیں۔ ایک نقطہ پر ایک غلطی پر ہزاروں شناختی کارڈز بلاک کیئے جاتے ہیں، ہم ووٹ ڈالنے سے بھی رہ گئے کل حج پر جانا ہوگا اُسکے لئے بھی کوایفائی نہیں کر سکتے۔ کل دوسری کسی چیز کیلئے شناختی کارڈز کی وجہ سے کوایفائی نہیں کر سکتے۔ ہاں پھر افغان مہاجر اُسکے لئے سارے پھریا لوگ بھی متھرک ہو جاتے ہیں دوسرے بھی متھرک ہو جاتے ہیں اُنکے شناختی کارڈز بن جاتے ہیں۔ انکو روک لینا چاہئے میں روکوں گا میری اپنی قوم کے جو ادھری رہتے ہیں پیدا ادھری ہوئے ہیں اُنکے شناختی کارڈز اُن لوگوں نے ٹیکنیکی بلاک کیئے ہیں۔ انکو کوئی روکتا نہیں ہے اگر ان میں غریب لوگ ہوں گے اُنکے روکے جاتے ہیں۔ اس کو politics سے بالاتر لیکر کے ٹیکنیکل بنیادوں پر ایک عوامی ہمدردی کی بنیاد پر حل کیئے جائیں۔ مہاجروں کو بھی آپ لوگوں نے لے آئے ہیں۔ اس کے لئے کوئی بالکل کلیئر کٹ طریقہ کارا ختیار کیا جائے اور یہ بلاک کرنے والے سسٹم کو ختم کر دیا جائے ایک خاندان کے فرد کا بلاک ہو۔ اگر کوئی ڈبل اسپلائی کرتا ہے تو وہ بلاک کیئے جائیں لیکن اُس کے ساتھ پوری قوم کا کیا قصور ہے۔ تو یہ مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ فورم پر ہم نے اُسکو اٹھایا ہے بحیثیت گورنمنٹ بھی ان مسائل کو اٹھانا چاہیئے نادراء کے یہاں کے لوکل عہدیداروں کو بلانا چاہئے اور تاکہ ہم اُن سے بات کر سکیں۔ اور جو اسلام آباد والے ہیں انکو بھی ایک لیٹر لکھیں کہ اسمبلی میں ایک مسئلہ اٹھا ہوا ہے جو کہ بڑا سنجیدہ نوعیت کا ہے۔ جس سے پوری آبادی کو بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے تو اسکو simplify کیا جائے اور نقاصل کو نکالا جائے۔

میدم اسپیکر: جی ڈاکٹر حامد صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچھری (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات): نادراء کے متعلق جو باقی ہو رہی ہیں نادراء ہماری پہلی کے لئے سب سے ناپسندیدہ ادارہ ہے۔ انہوں نے جو کاروبار بنایا ہے اُنکے وارے نیارے ہو گئے ہیں۔ پورے ہمارے لاء اینڈ آرڈر والوں نے حکومتوں نے ان مہمانوں کو لے آیا۔ ہم نے کہا کہ انکو مت لے آئیں۔ جیسے انہوں نے کہا کہ اُنکی لٹیں اُنکے پاس ہیں کہ یہ اسلحہ لے جا رہے تھے راشن لے جا رہے تھے کہاں پر تھے اُنکے پاس ساری تفصیلات ہیں۔ ابھی یہاں ہمیں alien بنانے کے لئے اس ملک میں ہمیں، ہمارے ساتھ جو رشتہ ہے اُسکو توڑنے کے لئے یہ بدترین طریقے سے جاری ہے۔ میں حکومت سے، ان کے اداروں سے دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے ہی ملک کے لوگوں کو ملک کے اداروں سے نفرتوں پر مت اُسکائیں۔ اگر ہم renew کرتے ہیں شناختی کارڈز جوبنے ہوئے ہیں کمپیوٹرائزڈ۔ کہتے ہیں کہ 1974ء کے لے آئی وہ تمام codal-formalities renewal کے لئے جو تین دن کی بات ہے اگر کسی نادراء والے سے غلطی ہو جائے

وہ بھی اس بیچارے کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں ایک سال بیچارے کو بلانا پڑتا ہے یہ جو میں نے alien کی بات کی تو سائیں! کسی کو تو انکا گرفتار تو کر لیں کسی کو سزا تو دے دیں کہ بھی! تم نے اُس کی فیملی میں کیوں بندے گھسائے ہیں؟ وہ تو خود نہیں بنائی تا درا کے کسی دفتر والے نے بنائے ہیں۔ جب تک کسی کو سزا نہ ہو یہ کاروبار بنا ہوا ہے یہ قطعاً نہیں ہو گا۔ حج کی بات تو بالکل صاف ہے۔ حج کی بات یہ ہے کہ آپ نے پکڑ لیا کہ حامد ہے فلاں ہے فلاں ہے۔ بھی! جس نے کیا ہے اُسکو گرفتار کر لو جو بنا کے اُسکو نج دیتا ہے اُس بیچارے کو گرفتار کرتے ہیں جس نے کیا ہے وہ لا رڈ بیٹھا ہوا ہوتا ہے کوئی اُس کو کچھ کہ نہیں سکتا نہ کہتا ہے۔ میڈم! کنفرمیشن کی بات ہے اُگر کوئی منظر کسی کو کاغذ دیتا ہے ایم پی اے دیتا ہے ایم این اے دیتا ہے سینیٹر دیتا ہے انکی یہ گستاخی کرتے ہیں کہ فلاں سرٹیفیکیٹ بھی لیکر کے آئیں۔ یعنی محترم! کنفرمیشن کوئی accept کرتا ہی نہیں ہے یہ وہ تمام چیزیں ہیں۔ ہماری توبہ اچزنی تھیں میں ہم نے ایک بھی مہاجر کو نہیں چھوڑا ہے۔ وہاں بھی سولہ سو شناختی کارڈ زلوگوں کے بن گئے ہیں پچھلے سات آٹھ سالوں سے۔ اس بھیانک treatment ہم لوگوں کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جو بھی پشتوں آ جائیں اُسکی تمام formalities code ہم لوگوں کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جو بھی پشتوں آ جائیں اُسکی تمام formalities code پوری کر لیں۔ بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: جی منظور احمد کا کڑ صاحب۔

جناب منظور احمد خان کا کڑ: میں اس ایشون پر بات نہیں کروں گا میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں گا۔
میڈم اسپیکر: پہلے اس پر اپنی رو نگ دے دوں پھر آپ بات کر لیں۔ معزز ار اکین اسمبلی عبدالجید اچزنی صاحب، عبدالرجیم زیارتوال صاحب، جعفر خان مندو خیل صاحب اور ڈاکٹر حامد صاحب نے ایوان کی توجہ نادر اور پاسپورٹ کے اجراء کی بابت جو عمومی شکایات ہیں اُسکو بڑے موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ یقیناً یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے اس حوالے سے عام عوام پر پیشان ہیں۔ اور چونکہ ہمارے ہاں ایجوکیشن کا جو ratio ہے وہ اتنا زیادہ نہیں ہے۔ تو اُس وجہ سے بھی لوگوں کو معلومات اور چیزوں کی کمی کی وجہ سے بھی وہ اُس طرح سے اُس مسئلہ کو deal نہیں کر سکتے۔ میرے پاس بہت سے لوگ آتے ہیں کہ ہمارے شناختی کارڈ بلاک ہیں۔ اور ایسے ایسے لوگوں کا ہے جو ہمیں یقین بھی نہیں آتا۔ تو میرے خیال میں یہ ایک اہم نویعت کا مسئلہ ہے۔ تو ار اکین اسمبلی کی reservations کے بارے میں نادر اور پاسپورٹ کے ریکٹل ہیڈز کو میرے چیمبر سے ایک مراسلہ کھا جائیگا اور ار اکین اسمبلی کی بریفنگ کیلئے اہتمام کیا جائے گا تاکہ تمام حقائق سامنے آئیں اور اُس کا حل نکالا جائے۔ تاکہ جتنی بھی شکایات ہیں، جو عموم کی ہیں، جو بیچارے بہت پر پیشان ہیں، جو کہ انکا بنیادی حق ہے D.I.A ہونا اُسکے حوالے سے تاکہ انکی تکالیف کا زالہ ہو سکے۔ جی منظور کا کڑ صاحب۔

جناب منظور احمد خان کا کڑ: شکر یہ میدم اسپیکر۔ چودہ تاریخ سے یہ issue لا نا چار ہاتھا وزیر اعلیٰ صاحب اور ہونٹر صاحب بھی موجود نہیں تھے۔ زیارت وال صاحب بیٹھے ہیں پارلیمانی لیڈر بھی ہیں۔ لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے جب سے حکومت آئی ہے good-governance اور امن و امان بہتر ہوا ہے اسیں کوئی شک نہیں ہے۔

law-enforcement agencies یہیں ہماری پولیس، لیوز ایف سی تمام نے اپنا اپنا حق بھی ادا کر دیا اور شہادتیں دیں ان مقاصد کے لئے۔ پچاس سالکھ فیصلتک ہمیں اس میں کامیابی ملی ہے۔ اگر ہم دنیا کی بات کریں ترقی پر یہ مالک وہاں بھی انہوں نے complete crime کو ختم نہیں کیا۔ جب تک دنیا رہے گی crime چلتا رہے گا۔ لیکن اس حکومت کو جو کریڈٹ جاتی ہے اس میں کوئی شک نہیں سب کو پتہ ہے لیکن پھر بھی کچھ ایسے issues یہیں عوام کے لوگوں کے جن کو ہمیں اس فورم پر لانا ہوتا ہے۔ جمہوریت کی خوبصورتی، اس کی شاہستگی وہ یہی ہے کہ ہم ٹریشری بخرا پر بیٹھے ہوئے بھی عوام کے ایسے مسئلے مسائل جو ان کو درپیش ہوتے ہیں ہمیں اس فلور پر لانے ہوتے ہیں۔ میدم اسپیکر! امن و امان کے حوالے سے دوبارہ وہ چیزیں انھری ہیں خاص کر کے لینڈ ما فیا کے حوالے سے آج میں بات کرنے جا رہا ہوں کوئی شہر میں۔ جو کہ خروٹ آباد، زرغون آباد اور ایمپورٹ روڈ سے تعلق ہے۔ میں تمام پولیس فورس کو blame نہیں کروں گا، اچھے اور بُرے آفسرز ہر جگہ ہوتے ہیں۔ اچھے اور بُرے politicians ہر جگہ ہوتے ہیں۔ جعفر خان صاحب نے جو بات کی اُسی میں آرہاتھا کیونکہ خاص کر زمینوں کے حوالے سے جو بات ہو رہی ہے میدم اسپیکر! اُس میں اگر ہم پول اور خسرے کی بات کری اُس میں تین ہزار فٹ زمین تین ہزار فٹ دوسری تین ہزار فٹ تیسرا لیکن اُس کا تھہ لوگ نہیں کاٹتے ہیں اس لیے کہ تحصیل والے کیونکہ جب میں مالک ہوتا ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میری زمین جب قسمتی ہوتی ہے تو میری زمین پیچے چلی جاتی ہے اور زمین کسی اور کو دے دیتے ہیں، یہ تو تحصیل والے اور خاص کر پولیس کے حوالے سے میرے پاس complainants کی applications بھی پڑی ہوئی ہیں جنہوں نے SHOs کو بار بار دی ہیں کہ ہماری زمینوں پر قبضہ ہو رہا ہے لیکن بد قسمتی دیکھیں بجائے جو لینڈ ما فیا ہیں جو زمین قبضہ کر رہے ہیں اُس کا نام FIR میں نہیں ہوتا جو مالک ہوتا ہے اُس کے خلاف FIR درج ہو جاتی ہے یہ ہمارا قانون ہے۔ یہ ہم good governance کی کاپی بھی مالک کی پڑی ہوئی ہے عبدالغفاری نام ہے اور FIR میں ملزم بھی عبدالغفاری ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس قوم کو protection دیتے ہیں۔ ریاست، حکومت کا کام یہی ہے کہ عوام کو facilitate کرنا اُن کے سر اور مال کا تحفظ دینا میدم اسپیکر! لیکن یہاں جو ہمارے محافظت ہیں وہ عوام کے پیچے پڑے ہوئے ہیں، عوام کا جینا حرام کر دیا ہے۔ میدم اسپیکر! یہ عوام جائیں تو کہاں جائیں اُن کی پیغام ہم تک ہے افسوس کہ آج وزیر اعلیٰ صاحب اور ہم ہونٹر صاحب

نہیں بیٹھے ہیں۔ اگر ایسے آفسران ہمارے پیچ میں موجود ہو لے تو کیا ہم good governance دے پائیں گے ہم امن و امان دے پائیں گے؟ کیونکہ جب اگر کوئی میری زمین یا جعفرخان کی زمین یا ڈاکٹر حامد خان کی زمین یا لیاقت آغا کی زمین کسی اور کو دینے کے تو کیا یہ اپنی زمین پر نہیں اٹھیں گے؟ کیا اس پر تصادم نہیں ہو گا؟ کیا اس پر قبلے involve نہیں ہو گے؟ تو آیا یہ ہم کب روکیں گے۔ میدم اسپیکر! کورٹ کا stay order ہے لیکن DSP صاحب اُن کو بھی refuse کر دیتے ہیں، وہ کورٹ سے بھی بالاتر ہیں۔ جہاں اُن کا interest ہے پھر کورٹ بھی اُن کے سامنے کچھ بھی نہیں آج ہم اگر یہ بات کریں اس میں ایک بات ضرور کروں گا میدم اسپیکر! بے دین حکومت چل سکتی ہے لیکن بے انصاف حکومت کہیں بھی نہیں چل سکتی ہے۔ میدم اسپیکر! میں اسی فورم سے آپ لوگوں کے توسط سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کے خلاف کارروائی ہو۔ اور جن کی زمین ہیں وہ زمین ماکان کو دی جائیں۔ یہاں جو انہوں نے applications دی ہیں بار بار تخصیل کے حوالے سے SHOs کے حوالے سے گاہک ہے اس پر لیں کافرنسل کے حوالے سے جو ملزمان ہیں وہ باہر پھر رہے ہیں اور جو ماکان ہیں وہ کورٹ کے چکر لگا رہے ہیں۔ میدم اسپیکر! انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکر یہ۔

میدم اسپیکر: آغالیافت صاحب! میں speech کی اجازت نہیں دوں گی کیونکہ اُن کا point آگیا ہے۔ جی جعفرخان مندو خیل صاحب! آپ اسی پر کوئی response دینا چاہیں گے؟

وزیر یحیمہ مال: میدم اسپیکر! منظور کا کڑ صاحب نے جو point اٹھایا ہے واقعی یہ اہمیت کا حامل ہے ابھی تو اخبارات میں آپ دیکھ لیں سب سے زیادہ کالمز اور وہی آتے ہیں۔ آج کل لینڈ مافیا کوئٹہ پر راج کر رہے ہیں اُس میں سب ملے ہوئے ہیں پٹواری راستہ بتاتا ہے پولیس قبضہ دلاتی ہے اور محشریٹ اس کے حق میں فیصلہ کرتا کرتے ہیں۔ یہ کوئی اس طرح نہیں ہے اربوں روپے کی زمینیں ہیں لوگ غریب بے گھر ہو گئے یہ جو ادھر سے migrate کر کے گئے ہیں آدھے پنجابی لینڈ مافیا کی وجہ سے گئے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کی وجہ سے ابھی تولاۓ اینڈ آرڈر کا problem نہیں ہے ابھی کیوں جارہے ہیں؟ وہ یہی ہے کہ کسی کو ثار گٹ کر کے کوئی ترتیب کر لیتے ہیں اگلے دن وہ بھاگ جاتا ہے اس کے اوپر باقاعدہ کالم بھی آیا ہے اور میں خود اس issue کو کسی دن اٹھانا چاہتا تھا کہ کسی serious موضوع پر اسمبلی میں ہمارے لیے تو basically as a minister ٹھیک نہیں ہے لیکن چونکہ منظور کا کڑ صاحب نے point اٹھایا ہے اور میں اس کی وضاحت کرتا ہوں کہ پٹواری راستہ بتاتا ہے پولیس قبضہ دلاتی ہے دوسرے ان کے حق میں فیصلہ کر لیتے ہیں۔ ایک نہیں سولینڈ مافیا ادھر ہیں۔ آپ جائیں ادھر کوئٹہ سے باہر عالموچوک سے اُس طرف تھوڑی سی زمین تو لے لیں پتہ لگے کہ دس دن بعد آپ کی زمین کدھر ہے۔ باقائدہ

آفسران کی پوسٹنگ SHOs کی پوسٹنگ لینڈ مافیا کرواتے ہیں اپنی مرضی کی ہر جگہ۔ میں نے خود IG کو بولا ہے تو وہ کہہ رہا ہے کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ جھوٹ کیوں بولتے ہو بابا میرے زمانے میں اُس وقت بھی یہ سفارش کے ذریعے سے کروالیتے تھیں monthly دیتے ہیں۔ یہ تو بڑا واضح ہے اس پر مل کر کے as a حکومت ہم کو کام کرنا پڑے گا۔ کوئی نہ میں لوگوں کی زندگی اجیرن ہو گئی اور خاص کر پہلے سریاب روڈ تھوڑا زیادہ خراب سمجھا جاتا تھا۔ اب تو یہ ایز پورٹ سائیڈ اور پیشون آباد سائیڈ میں تو اتنے ہو گئے کہ یہ تو regular کار و بار بن گیا ہے۔ ادھر تو کچھ لڑایاں زور زبردستی ہو گئی ان کو روک دیا گیا کچھ ترتیب بن گئی لیکن ادھر تو کار و بار بن گیا ہے۔ بڑے بڑے لوگ آئے ہوئے ہیں کوئی خان فلاں فلاں ہے اپنے گھر دفتر بنائے ہوئے ہیں بس تم لوگ آیا کرو وہ جا کر کے ایک اپنا case دے دیتا ہے دوسرے کے حق میں فیصلہ کر لیتے ہیں۔ parallel-government بنائی ہوئی ہے۔ پٹواری سے جان چھوٹی ہے پھر خان سے جان نہیں چھوٹی یا بد معاش سے جان نہیں چھوٹی۔ تو یہ ایک حقیقت ہے۔ مجھے اُس دن کسی اخبار والے نے بتایا کہ ایک FC نے کہا کہ ہم کو سب سے زیادہ شکایتیں لینڈ مافیا کی مل رہی ہیں۔ میں FC فورس بناؤں گا جا کروہ ان لوگوں کے قبضے چڑھائے کیونکہ پولیس تو نہیں چڑھا پا رہی ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ کوئی تجویز دیں۔

وزیر حکمہ مال: تو اس میں میں سمجھتا ہوں کہ ایک تجویز گورنمنٹ کے لیوں پر چیف منستر بھی آجائیں ادھر بنالیں یہ تخصیل آفس ہے اور آپ کی پولیس ہے یہ rule میں اگر لیویز ہے لیویز تو خیر کوئی نہیں ہے تھوڑا بہت ہے ایک آدھ جگہ پر اور زیادہ تر ان دونوں کے اوپر ایک ضابط بنائیں کہ جس پٹواری کے ایریے میں کوئی لینڈ مافیا کسی نے رپورٹ کر دی ہو جس پولیس افسر کے ایریے میں کسی نے رپورٹ کر دی اُس نے کارروائی نہیں کی Action should be taken against them. اُس کے بغیر نہیں ہو گا۔ اُن کو مجرم قرار دیا جائے کہ بھائی یا آپ کے ایریے میں ہوا ہے۔ اور اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ ہم کو چیف جسٹس کے ساتھ ابھی رابطہ کرنا پڑے گا کہ اُس کے ایریے definitely حقیقت ہے لینڈ مافیا اپنی مرضی کے مجرمیت لگواليتے ہیں اُن سے فیصلہ لے لیتے ہیں سول نج گلواليتے یہ چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔ اس کو ادھر transfer کر دوں اس فیصلہ لے لیں یہ ہائی کورٹ سے بھی ہم کو رجوع کرنا پڑے گا۔ کیونکہ میں نے کہا ایک راستہ بتا تھا ہے دوسرا بقہہ دلاتا ہے تیسرا فیصلہ کرتا ہے اگر ان تینوں میں ایک chain بھی خراب آپ نے uncover چھوڑ دی تو نہیں ہو گا اور یہ واقعی ایک بڑا serious مسئلہ بن گیا ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے جعفر صاحب! جب نواب صاحب آتے ہیں تو آپ اور منظور کا کڑ صاحب اور جو بھی

اراکین اس میں interested ہیں وہ بیٹھ کے اُن سے بات کر لیں۔ جی عبدالرحیم زیارتوال صاحب! پھر میں آغا صاحب آپ کو موقع دیتی ہوں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر حکومت تعلیم): میدم اپنکی جو نقطہ منظور کا کڑ صاحب اور جعفر خان نے اٹھایا ہے جعفر خان متعلقہ محکمہ کے منشی بھی ہیں اور یہ جو مافیا ہیں بنیادی طور پر قبضہ گر مافیا اور یہ بفسد اب کیا شکل اختیار کر چکا ہے، اُسکے لیے ہمیں قانون سازی کرنی پڑے گی، اُسکے لیے ہمیں باقائدہ ایکشن لینا پڑے گا۔ مثال کے طور پر اگر ہم بہت سی چیزوں میں امن قائم کر لے گے ہیں۔ تو اب زمینوں کا جو قبضہ ہے، اُن کا جو سلسہ ہے، یہ بہت خراب صورتحال ہے۔ اور اس صورتحال میں خصوصاً کوئٹہ اور کوئٹہ سے باہر ہمارے لوگ ایسے بن گئے ہیں کہ باقاعدہ طور پر سرکاری ریکارڈ میں غلط اندرج کرواتے ہیں۔ اور غلط اندرج کے نتیجے میں پندرہ پندرہ، بیس بیس سال عدالتوں کے پکریں کامن پڑتی ہیں۔ اور اُس کے بعد جب صحیح ریکارڈ پر آ جاتا ہے تب بھی کسی کو سزا نہیں ملتی کہ کس نے کیا تھا کون تھا کس کا سائن ہے؟ کس نے سرکاری ریکارڈ میں مداخلت کی ہے؟ یہ جو سلسہ ہے۔ میری جعفر خان سے بھی گزارش یہ ہے اپیل ہے کہ زمینیں جن کو شاملات کہتے تھے اور جن کو State-land کہتے تھے یا صل میں اُن قبائلوں کی زمینیں ہیں جہاں وہ آباد تھے اور اس کے لیے انگریزوں نے ہمارے ہاں جو انتہی انتہی اصطلاح استعمال کی ہے وہ لوکل سرٹیفیکٹ کے لیے ہے ڈویسائیل سرٹیفیکٹ یہ اصطلاح انٹرنشنل ہے اُس کا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ locals mean جو ان زمینوں میں جو یہاں اس وقت unsettled ہیں اُس میں یہ حصہ دار ہیں اُس میں شریک ہیں۔ اور domicile کے معنی یہ تھے کہ اُن کے حقوق اُس کا غذ کے حوالے سے اُس سرٹیفیکٹ کے حوالے سے ایجوکیشن میں، ملازمت میں، فلاں میں، ایک ساتھ یکساں تھے لیکن زمینوں کے حوالے سے اُن زمینوں میں اُن کی مداخلت نہیں ہوا کرتی تھی یا اُس سے related جو ان کی مراعات تھی اُس میں وہ داخل ہو سکتے تھے اُس میں حصہ دار نہیں ہو سکتے تھے۔ اب وہ جو زمینیں ہیں unsettled land ہیں جس کو State land، شاملات کہتے ہیں۔ اس میں اتنی مداخلت ہو رہی ہے کہ واقعتاً ہر کہیں پر جگہوں کے سبب بنتیں گے۔ اور بن رہے ہیں۔ اور اسی طریقے سے کوئٹہ کے اندر، جعفر خان چلے گئے۔ ایک نالہ ہے نواں کلی میں پانی کا اس نالے پر پندرہ مرتبہ دیواریں گرا چکے ہیں اور پندرہ مرتبہ بنانے کے ہم تھک گئے ہیں پارٹی کے طور پر کہ بھائی پانی کہاں جائے گا۔ وہ ہمارے یہاں ایک تھانہ ایسا قسم کا آدمی وہ گیا تھا DC کے پاس کہ سیلا ب آیا تھا اور ہمارا باغ بہا کے لے گیا ہے اور فلاں ہوا ہے۔ دو ہفتے پہلے درخواست دی تھی اور اُس نے کہا تھا کہ ہمارا راستہ انہوں نے روکا ہے ہم کہاں جائیں گے مجھے آدمی نہیں مل رہا تھا یہ اچھا ہے کہ آپ آگئے؟ آپ نے سیلا ب کا راستہ کیوں روکا تھا؟ اب ہم سیلا ب کا راستہ روکیں۔ پچھلے

مرتبہ جو یہاں سیالب آیا نوال کلی میں بہت بربادی کر گیا اس کی بنیادی وجہ یہ تھی جو watershed تھے پہلے سے جہاں سے سیالب کا پانی گزرناتھا وہ ہم نے سارے بند کر دیے تھے۔ جب بند کر دیے تھے تو سیالبی پانی گھروں کے اندر گھس گیا اور کچی آبادیاں تھیں ساری دیواریں گر گئیں۔ تو اس بنیاد پر معاملہ دراصل بہت سنجیدہ اور serious ہے۔ اور میں تائید کرتا ہوں آپ وزیر اعلیٰ کو letter لکھیں گے کہ یہ مسئلہ یہاں اس طریقے سے اٹھایا گیا تھا اور اس پر باقاعدہ ایک مینگ ہو اس میں ہمارے روپیوں کے تمام افسران پولیس کے آفسران اور جو اس طریقے سے کام کرتے ہیں اُن سب کو بلا کر بٹھانا ہو گا اور اُن سب کو سخت تنبیہ دینی ہو گی اور قوانین میں جو lapses ہیں جس کے ذریعے سے اُس کو چھوٹ مل جاتی ہے اُس میں جو بھی تبدیلی کرنی ہو گی revenue department میں تجویز کر کے دے دے ہم یہاں صوبائی اسمبلی سے revenue کے حوالے سے زمینوں کے حوالے سے قانون میں بھی تبدیلی کریں گے اور جو بھی آدمی اس میں ملوث پایا جاتا ہے اُس کے لیے سخت سخت ترین سزا ہو۔ چونکہ یہ سزا ہے اور کسی کی اتنی ایکڑ میں قبضہ کرنے کے لئے کوئی سزا نہیں ہے۔ یہ سرے سے غلط ہے اور اس پر واقعتاً ایکشن لینا چاہئے آپ کیا صحیح ہیں کس طریقے سے بہتر صحیح ہیں اگر اس پر ایک debate ہو۔ تو ہم سب دوست تیاری کر کے اسمبلی میں اس پر debate کریں گے تجویز بھی دینے اور ان چیزوں پر debate ہو، جو بہتری ہم صوبے میں امن و امان کے حوالے سے لاچکے ہیں۔ لیکن کہیں نہ کہیں سے لاقانونیت کے ذریعے سے اُن امن و امان کو خراب کر نے ڈرانے دھمکانے بھاگنے کا سلسلہ جاری ہے تو ہم جو کام کر رہے ہیں اس کے شرات لوگوں تک نہیں پہنچیں گے۔ اور ایک دن اُس کا جو حشر ہو گا وہ ایک معنی میں بدامنی پر منج ہو گا اس کو روکنے کے لیے جو بھی آپ مناسب صحیح ہیں گو نہیں کو نہیں کر تے ہیں۔ اُن کی تائید بھی کرتے ہیں حمایت بھی کرتے ہیں، اور روک تھام کے لیے جو بھی طریقے ہو سکتے ہیں وہ اپنانے کے لیے تیار ہیں، thank you

میڈم اسپیکر: جی انشاء اللہ ضرور یہ بہت ہی یقیناً اہم بات ہے جو آپ نے point out کی ہے منظور کا کڑ صاحب نے۔ مجیب صاحب! آپ بھی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں اس طرح تو آپ debate شروع کر دینے کیونکہ یہ point of order ہے، point of order کرنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ جی مجیب صاحب! آپ بہت کم کھڑے ہوتے ہیں اس لیے میں آپ کو اجازت دیتی ہوں۔ جی۔

میر مجیب الرحمن محمد حسنی (وزیر حکومت کھلیل و ثقافت): شکر یہ یہ میڈم اسپیکر جیسے منظورخان نے مسئلہ اٹھایا ہے یہ مسئلہ پورے صوبے میں اس طرح سے ہو رہا ہے، ہر ضلع میں یہ نہیں ہے کہ صرف شہروں میں ہو رہا ہے، جہاں تک agricultural land ہے، میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں۔ آپ جہاں بھی جائیں اس طرح جیسے

جعفرخان صاحب نے کہا کہ یہ گروپس ہیں لیڈ ما فیا کے گروپس ہیں جس میں مختلف ادارے شامل ہیں۔ تو میں تجویز دوں گا کہ اس معاملے پر کسی دن کوئی debate کے لیے time رکھا جائے تاکہ اس پر ہم سب اپنی detail لیکر آئیں اگر کوئی کمیٹی بنتی ہے اس چیز کو پورے صوبے کے ہر ضلع تک پھردا بکھا پڑے گا۔ کیونکہ یہ لینڈ ما فیا ہر ضلع اور ہر شہر میں موجود ہیں۔ residential land میں بھی اس طرح سے قبضے ہو رہے ہیں اور جو commercial land اُن میں بھی اس طرح سے قبضے ہوتے ہیں۔ پولیس لیویز یا جو بھی ادارے ہیں جس طرح انہوں نے کہا کہ فیصلے بھی وہ اپنے حق میں بالکل اس طرح recently میرے ضلع میں ایک واقعہ ہوا اسی طرح کی انہوں نے تو ہین عدالت پتہ نہیں ہو گی یا نہیں ہو گی لیکن عدالت سے وہ لینڈ ما فیا نے اس طرح کا ایک فیصلہ لیا کسی اور کی زمین پر وہاں ٹیوب دیل لے گے۔ ہم نے ڈپٹی کمشنر کو جو وہاں جسکی قانونی settles میں تھی اُس کو application لیکن وہ جو بھی تھے وہ طاقتور تھے انہوں نے پھر عدالت سے اپنے حق میں کامیابی حاصل کی تھی۔ عدالت administration کو رکھتا کہ آپ نہیں جاسکتے ان کو لگانے دیں اور وہ اپنے کاغذات قانونی سب کچھ کھوئی وغیرہ ہونے کے باوجود وہ جو لینڈ ما فیا ہے انہوں نے قبضہ کیا اب عدالت میں کیس چلتا رہے گا، پتہ نہیں کتنا عرصہ چلے گا، تو اس کو دیکھیں۔۔۔

میدم اسپیکر: ٹھیک ہے انشاء اللہ یقیناً منظور کا کثر صاحب بہت important point لالائے ہیں۔ اور میں سمجھتی ہوں باقی ممبرز نے بھی اچھی تجاویز دیں۔ رحیم زیارت وال صاحب، جعفر مندو خیل صاحب نے بڑی point میں اس پر discuss کی۔ اس پر یقیناً debate بھی ہو گی یہ سارے اہم موضوعات ہیں جو یقیناً of order کی شکل میں آ رہے ہیں لیکن ہم اس پر full fledge debate کی ضرورت ہے، یقیناً میں یہ ضرور اکین سے کہوں گی۔ جو legislation ہمارے Bills ہیں جو بھی آنے والے ہیں جو اس بار already legislation کو ضرور پڑھ کے آئیں تاکہ اُس میں مزید جو بھی بہتری لاسکتے ہیں تو اس debate کا کچھ مزہ آئے گا۔ اور اس debate کا فائدہ بھی ہو گا جو ہمارا اصل کام ہے۔ جعفر مندو خیل صاحب منظور صاحب! آپ کے ساتھ چیمبر میں ملاقات کرلوں گی۔ اور اس پر مزید کس طرح سے آگے بڑھ سکتے ہیں اُس پر پھر میں آپ سے رائے لے لوں گی شکریہ۔ جی آنالیافت صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: شکریہ میدم۔ میں اس موضوع پر اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں، 2 مئی 2016ء کو ایک نوٹیفیکیشن جاری ہوا ہے بلوچستان میں جنتی minerals کل رہی ہیں اُن کی جو realities یہ ہیں جو allotment fees جو سیکورٹیز ہیں وہ 500% بڑھائی گئی ہیں۔ اب میدم اسپیکر! میں صرف ایک چیز آپ کو

بتادینا چاہتا ہوں کہ اس سے، پہنچ یہ لوگ بلوچستان کی عظیم minerals نکل رہی ہیں انکو تباہ کرنا چاہتے ہیں یا ان کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ انہوں نے granite ایک item اس کا مارکیٹ ریٹ کوئی ساڑھے 3 سوروپے ہے جی انہوں نے رائٹی 40 روپے سے بڑھا کر 160 کر دی ہے۔ اس طرح کروم کی 160 روپے سے بڑھا کر 1 ہزار روپے کر دیا ہے۔ اسی طرح iron ore جو چاغی سے نکلتا ہے۔ وہ پاکستان سٹیل مل 25 سوروپے سے لیکر 3 ہزار تک خریدتی تھی اور اس کی رائٹی اس وقت iron ore کی 60 روپے تھی۔ وہ بھی فغل ہو گیا، کیونکہ یہ اس قیمت میں وہاں سٹیل مل نہیں پہنچا سکتی تھی۔ اب کرتا دھرتا نے کیا کیا ہے 60 روپے سے 5 سوروپے کر دی ہے۔ تو آپ اندازہ لگائیں، جب 60 روپے میں اس کو supply نہیں کر سکتا تھا mines بند ہو گئی ہیں تو 60 روپے سے بڑھا کر کے 500 روپے کس طرح وہ کر گی۔ تو میری یہ گزارش ہے یہ جو انہوں نے مختلف items یعنی 10% نہیں 20% نہیں 400% تک یہ رائٹی بڑھائی ہے۔ اور یہ صرف اس لیے بڑھائی گئی ہے کہ میرے خیال میں minerals department کا جو سر کردہ یا جو سکرٹری ہے اُس بیچارے کو مارکیٹ کا پہنچانی نہیں ہے مثلاً میرا ایک فلورائیڈ ہے وہ mines ڈھائی ہزار روپے میں ٹھن اس وقت پاکستان ریلوے کو سپلائی کرتا ہوں۔ مختتمہ! اُس وقت فلورائیڈ کی رائٹی 60 روپے تھی انہوں ایک ہزار روپے کر دی ہے۔ اب ڈھائی ہزار روپے ٹھن میں خود سپلائی کر رہا ہوں، گوہمارن نکلوائی ہے پھر سپلائی ہے پھر ان سپلائی ہے اور انہوں نے ایک ہزار روپے لگایا ہے، ایک ہزار ان کو دیدیں پندرہ سوروپے کرایہ۔ تو پھر میں گھر سے کھاؤں اور گھر سے اُن کو رائٹی دوں تو یہ ایسا انہوں نے ریٹ بڑھایا ہے اس میں میری گزارش ہے چونکہ اب مشیر صاحب بھی چلے گئے ہیں فنڈر صاحب بھی نہیں ہیں یہ چیف منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔ تو اس کو revise کیا جائے اور ریٹ مارکیٹ کے مطابق کیا جائے۔ پھر ایک point ہے وہ یہ ہے کہ mineral development کے ساتھ یہ ملے ہوئے ہیں تو میری گزارش ہے کہ اس کو revise کیا جائے اور mineral contactor کے ساتھ یہ ملے ہوئے ہیں تو میری گزارش ہے کہ اس کو mineral contactor کو خود وصولی کرتا ہے contact point پر دیتا ہے۔ اس کو خود وصولی کرے۔ شکر یہ میدم اسپیکر صاحبہ۔

میدم اسپیکر: رجیم زیارت وال صاحب!

وزیر یحکمہ تعلیم: میدم اسپیکر! لیاقت آغا نے جو order point of order mines پر کے حوالے سے بات رکھی ہے ہاؤس کے سامنے بنیادی طور پر جو ہوا ہے یہ سکرٹری کے اختیار میں بھی نہیں ہے اور یہ غلط ہوا ہے۔ اور گورنمنٹ کے طور پر ہم نے اس کا نوٹس لیا ہے۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ سب کچھ منسوخ کروادیا ہے۔ اور اس کے لیے کمیٹی بنادی

ہے اور باقاعدہ سمری ان کے پاس جائے گی، یہ جو ریٹ ہے یہ Mines-Act میں طے ہیں change کرنے کے لیے Mines-Act کو بھی change کرنا پڑتا ہے ہر چیز کی رائٹی Act میں پہلے سے طے شدہ ہے اور ساتھ ساتھ وہ سیکرٹری کے اختیار میں نہیں ہے یہ اختیار اس اسمبلی کو حاصل ہے، یہ وزیر اعلیٰ کو حاصل ہے، اگر کوئی changes ہم کرنا چاہیں تو وہ وزیر اعلیٰ کی permission سے ہو گا تو دوبارہ سمری اُس کے پاس جائے گی، اور ہم قانونی طور پر اس کو دیکھ بھی لینے گے Act بناتے ہیں اور ہر چیز کی رائٹی اُس میں طے ہے اور وہ جو changes اس سے پہلے کی گئی ہیں وہ اس کے ساتھ تھی کردی گئی ہیں، اور جس کو بھی یہ book جاتی ہے اس میں یہ سب کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے جو allot کرتا ہے جو انتلیڈ یتاتا ہے وہ سب کچھ پہلے سے طے ہیں۔ اور اس طریقے سے جوانہوں نے کیا ہے اس کا نوٹس لیا گیا ہے۔ اور mine owners سے وزیر اعلیٰ صاحب کی ملاقات بھی ہو چکی ہے اور وہ ان کو یقین دہانی کر اچکے ہیں اس پر آنے والے وقت پر ہم بحث بھی کریں گے، اور انشاء اللہ تعالیٰ لیاقت آغا کو یقین دہانی کرتے ہیں کہ اس طریقے سے نہیں ہو گا، اور سب مل بیٹھ کے جب آگے جائیں گے اس کو بڑھائیں گے یا اس کو کم کریں گے تو مل بیٹھ کے صلاح مشورے سے یہ کام ہو گا۔ thank you.

میڈم اسپیکر: جی جعفر مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر حکومت مال و ثراث پورث): محترم لیاقت آغا نے point اٹھایا ہے اس میں بھی حمایت کرتا ہوں mines owners میرے پاس بھی آئے تھے، اور یہ زیارت وال صاحب نے بتایا کہ وزیر اعلیٰ صاحب سے کافی مطمئن تھے، میں لگے بعد لیکن وہ کہہ رہے تھے کہ یہ ہو جائے، کیونکہ ایک کاروبار بلوچستان میں تھوڑی بہت زمینداری ہے، تھوڑی بہت minning وہ گئی ہے اور تو بلوچستان میں کوئی کاروبار نہیں ہے، یہ سرکاری نوکری ہے تو اگر اس پورے sector کو closeup کر دیں۔ اگر وہ ڈھائی ہزار ان پر رائٹی لیجائے تو وہ کہہ رہا ہے کہ پیداوار تو اُس سے 10% کماتے ہیں 20% کماتے ہیں 50% رائٹیا پ کس طرح لگاتے ہیں۔ بالکل in logical bہر حال اس کی میں بھی حمایت کرتا ہوں، وزیر اعلیٰ صاحب نے جیسے زیارت وال نے کہا کل ہی ان کی ملاقات ہوئی ہے تو ان کی میں لگے کافی مطمئن تھے، انشاء اللہ ہم اس کو بحیثیت حکومت حل کریں گے۔

میڈم اسپیکر: thank you۔ چونکہ مورخہ 17 مئی 2016ء کو تعلیم کی ترقی اور ترقی پر بحث مکمل نہیں ہو سکی تھی، تو اگر ویسے تو تقریباً اس دن جتنے بھی رائکین تھے، انہوں نے اپنی بحث کر لی تھی، اور ہمیں منسٹر صاحب کا انتظار تھا کہ وہ اس کو conclude کریں گے۔ تو وہ کورم کی وجہ سے مسئلہ ہو گیا تھا تو میں منسٹر صاحب سے کہوں گی کہ اگر کوئی رکن پھر بھی بات کرنا چاہتا ہے لیکن میں منسٹر صاحب سے کہوں گی کہ وہ اس بحث کو conclude کریں۔ اگر کوئی

ممبر ابھی بھی کوئی تجویز دینا چاہتا ہے، جی مجبوب حسni صاحب۔

میر مجبوب الرحمن محمد حسni (وزیر حکومت کھلیل واشافت): شکریہ میدم اپسکر! یہ پچھلے تین سالوں میں ایجوکیشن پر میرے خیال میں کئی دفعہ debate ہو چکی ہے اور ممبران نے مختلف تجاذبیزی دی ہیں میں صرف مطلب ظاہر ہے میں۔

میدم اپسکر: full fledge پہلی دفعہ ہو رہی ہے پورا دن ---

وزیر حکومت کھلیل واشافت: نہیں نہیں اس سے پہلے بھی ہم نے خود حصہ لیا میرے خیال میں دونین دفعہ اس پر لاء اینڈ آرڈر پر اور ایجوکیشن پر full fledge kindly! اگر ان پارلیکٹر چیک کریں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہوں جو تجاذبیزی ہم نے دی تھیں، ان پر کتنا، ظاہر ہے میں بھی اس گورنمنٹ کا حصہ ہوں اس کا لئے cabinet، NTS کے حوالے سے جیسے ہماری گورنمنٹ نے appointment کیا جائے سب نے سراہا۔ لیکن اس میں بھی کافی کوتا ہیاں ہیں میں سمجھتا ہوں میں اپنے ضلعے کے حوالے سے بات کروں گا میری ایک تحصیل ہے ماشکیل وہاں کوئی 17 کے قریب پر اندری اسکول ٹیچرز نہ ہو نے کی وجہ سے بند ہیں۔ وہاں ایجوکیشن کا جو ratio ہے وہ بہت کم ہے اور وہاں ٹیچرز وہاں کے available یا اس standard کے نہیں ہیں کہ وہ NTS کو complete کر سکیں۔ بھی جب NTS کا result آیا ہے اس میں کچھ لوگ باہر کے وہاں تحصیل سے نہیں کیونکہ لوگ اتنے پڑھے لکھے نہیں ہیں، اب جو recommend ایک دفعہ پہلے 2005ء میں جب district ناظم تھا تو ہماری ایک تحصیل ہے بسیمہ وہاں کا جو تعلیم کا ریشو پورے district میں سب سے زیادہ ہے وہاں کے لوگ لگے ہیں، وہاں اس سے stamp paper پر written یا لیا گیا، اتنے سالوں تک اپنے ٹرانسفر نہیں کرو سکتے لیکن ظاہر ہے سیاسی دور ہے انہوں نے پریشرڈا لا پھر وہ جو ٹیچرز تھے بسیمہ کے انہوں نے اپنے ٹرانسفر اپس بسیمہ کرائے، تو وہاں پھر اسکول بند ہو گیا، اب ایک دفعہ پھر جو NTS ہے وہ ہوا ہے اس میں یہی لگتا ہے مجھے کہ مشکل کے لوگ اس میں نہیں آ رہے تو باہر کے جو ہونے لگے، ہو تو district کے لیکن دوسرا تحصیل وہ دوبارہ سے مجھے لگتا ہے وہ وہاں وہ اسکول بند رہیں گے، تو میری ایک تجویز NTS کے حوالے سے اگر کوئی ایسی کمیٹی بنائی جائے، منظر صاحب سے یہ ہماری request ہے کہ وہ جو ہمارے میں جیسے district ہیں جو بہت ہی پسمند ہیں ان کی جو needs ہیں ان کو دیکھ کر کوئی اس طرح کی پالیسی بن جائے کہ جو ضلعے یا جو یونین کنسل جہاں ایک تو فرض کریں standard ہے وہ نہیں ملتا آپ کو ایجوکیشن کا میرک اور FA کا جو بھی qualification ہے اس کے اگر اسکو relax کیا جائے تو میرے خیال میں اُن علاقوں میں

جو اسکولوں کا مسئلہ ہے وہ حل ہو سکتا ہے۔ اُس کے علاوہ ایجویشن میں، زیارت وال صاحب بیٹھے ہیں شاید اسکولوں کے حوالے سے جو PSDP کی ایک اسکیم ہے اس میں میری ان سے گزارش ہے کہ اُس میں پورا ایک بڑی amount رکھی گئی تھی۔ اُس میں kindly ہمارے ضلعوں میں ہم سمجھتے ہیں تمام بلوچستان کے تمام علاقے پسماندہ ہیں۔ لیکن ہماری request ہو گی کہ جو پسماندہ علاقے ہیں ان کو زیادہ priority دی جائے، ابھی میں زیارت وال صاحب کو بتایا میں نے سیکرٹری صاحب سے بھی request کی انہوں نے ہم ریانی کی کیونکہ ابھی جب میں نے minutes دیکھے، بہت تھوڑے اسکول شاید shuttleless یہ جو boundary wall کے حوالے سے میرے district کے بہت کم اسکولز تھے۔ تو کم از کم یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ایک ضلع کو بہت زیادہ دیں اور جو پسماندہ ہیں ایجویشن کے حوالے سے ان کو بالکل ہی نظر انداز کریں، تو میری یہ گزارش ہے زیارت وال صاحب سے کو اس PSDP میں revisit کریں کہ shuttleless اسکولوں کے لیے جو فنڈ زیادہ ہیں اور جو علاقے پسماندہ ہیں یہ جہاں کم اسکول دیے گئے ہیں ان کی تعداد بڑھائی جائے۔ بہت شکر یہ۔ میڈیم اپسیکر: جی مجیدا چکری صاحب!

جناب عبدالجید خان اچھری: ویسے تو ٹائم کم ہے، زیارت وال صاحب اس کو conclude کر لیں گے۔ میں ایک بات جو ہمارے اسکولز بن رہے ہیں specially ہائی اسکولز بن رہے ہیں، یہ ڈیپارٹمنٹ والے یا C&W والے جوان کے PC بناتے ہیں۔ کوئی میں ایک دوچھہ ہیں وہاں یہ بکتا ہے وہاں سے خریدتے ہیں اور اس کا نام چینچ کرتے ہیں۔ ابھی زیارت کا ایک موسم نصیر آباد کا دوسرا موسم ہے۔ اور قلعہ عبداللہ کا دوسرا موسم ہے۔ اور PC جو بنتے ہیں کنسٹرکشن کیلئے ہائی سکولز، ڈل اسکولز کیلئے PC-I ایک ہی وہ طریقے سے بنتے ہیں دوسرا بات already میڈیم اپسیکر! ابھی میں پشاور سے آیا ابھی تین سال ہماری coalition گورنمنٹ ہو گئی ہے ناطر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ایک request ہے۔ وہاں جس کی بھی گورنمنٹ رہی ہے انہوں نے اپنے پشاور شہر میں جیسا کہ باچا خان یونیورسٹی ہے مردان میں ولی خان یونیورسٹی ہے باقی ڈاکٹر خان صاحب کے نام سے ہے۔ بڑے بڑے سیاسی لیڈران کے نام سے ہیں۔ نام اپنی جگہ، آپ نے تین سال کوئی میں جو ہمارا کیپیٹل ہے، ہم نے کچھ بھی نہیں دیا ہے۔ ابھی میری ایک request ہے اگر منسٹر صاحب مانیں گے آپ بھی کوشش کریں، یہ ہماری سبزی منڈی جو بنی ہوئی ہے یہ پرانی جو یہاں سے شفت ہوئی ہے۔ یہ میں غالباً QDA کی زمین ہے۔ یہ تقریباً کوئی سولہ سترہ ایکڑ زمین ہے۔ کوئی شہر میں 117 ایکڑ زمین نہیں ہے۔ ایک طرف QDA کا جو سابقہ منسٹر گجر تھا اس نے قبضہ کیا ہوا ہے گھر بنایا ہے۔ وہ بنایا ہے ایک طرف سے QDA کا already جو DG بیٹھا ہوا

ہے وہ بیچ رہا ہے۔ اور پلازہ بنارہا ہے اور ڈاکٹر صاحب کو میں نے تایا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں نے کام روک دیا ہے۔ ایک request ہے نظر صاحب سے kindly PSDP میں اس کو ایجوکیشن کی شکل میں پیش کریں کم از کم سریاب، پستون آباد یہاں دس سے بارہ لاکھ کی آبادی ہے یہاں آپ گرلنگ ہائی سکول دیدیں، بوائز ہائی سکول دیدیں، کالج زد دیدیں۔ اور کچھ دے بڑی زمین ہمارے پاس پڑی ہوئی ہے۔ میں خود دیکھ رہا ہوں کہ day by day اس پر قبضہ ہو رہا ہے۔ ہمیں کوئی شہر میں پلازوں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور سامنے کچھ دکانیں ہیں۔ انکو اگر میرے knowledge میں یہ بات ہے کہ ان کو بیس سال پہلے ہزار گنجی میں زمین مل چکی ہے۔ ایک request یہ ہے۔ میرے خیال میں یہ ہمارا بجٹ تقریباً آخری بجٹ ہو گا۔ اس کیلئے کم از کم ایک ارب روپے رکھے جائیں ایجوکیشن کی طرف سے۔ دوسری بات میڈم اسپیکر! سرکی روڈ پر انڈسٹریل زون پہلے بنا تھا جعفر خان صاحب کو یاد ہو گا یہ 1972، 1973 میں بنا ہوا ہے یہ کارخانے، یہ BDA کی ملکیت رہے ہیں۔ انہیں پرانے کارخانے تھے پھر یہاں سے شفت ہو کر کے تیرہ میل کے ساتھ یہ کارخانے بنے۔ اور جو انہوں نے loans لیئے ہیں اُس کی مدد میں یہ سب کچھ فارغ ہوا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں انڈسٹریل زون میں اُس دن شادی تھی وہاں میرج بالر بنے ہوئے ہیں۔ یہ دو زمینیں ہمارے پاس کوئی شہر میں last arre گئی ہیں۔ یہاں hospitals یہاں سکول اور کالج کی facilities دے سکتے ہیں۔ اور میڈم اسپیکر! سب سے بڑا مسئلہ شہر میں یہ ہے آپ نے اپنی آبادی کو کیسے حصوں میں تقسیم کر دینا ہے اُس کو وہاں facilitate کرنا ہے کہ آبادی کو شہر میں آنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ تو یہ میری request ہے زیارت وال صاحب سے ایک کام کم از کم یہ میں نے پشاور میں دیکھا۔ پنجاب تو میں نہیں گیا۔ واقعی ایجوکیشن پر بہت بڑا کام ہوا ہے انہوں نے compromise نہیں کیا ہے۔ یہ دو جگہ ہمارے پاس کوئی شہر میں ہیں۔ اس میں نہ پستون بلوج کا مسئلہ ہے۔ ہمارے پاس گرلنگ ہائی سکول نہیں ہیں دس بارہ لاکھ کی آبادی کے لئے thank you۔

میڈم اسپیکر: جی زیارت وال صاحب۔

وزیرِ معلم: شکر یہ میڈم اسپیکر! ایجوکیشن کے حوالے سے سب سے پہلے میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع پر جو ہمارے صوبے کے لوگوں کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اور ساری دُنیا میں ایجوکیشن اور اس کے سسٹم پر زور دیا جا رہا ہے۔ اور یہاں تک ایجوکیشن کے حوالے سے اقوام متحده نے خود نوٹس لیا ہے اور ساری دُنیا کو اس بات کا پابند بنایا تھا کہ 2015ء تک ہر ریاست ہر ملک کے تمام بچے اسکولوں میں ہوں گے۔ لیکن پاکستان ان ملکوں میں ایک ایسا ملک رہا، باقی دُنیا کا مجھے نہیں پتہ کہ اس وقت بھی پاکستان کے 2 کروڑ 40 لاکھ بچے out of

school ہیں۔ اور اس طریقے سے ہمارے صوبے میں یہ جو ratio ہے تقریباً 8 لاکھ 85 ہزار بچے ہمارے ساتھ enrolle ہیں۔ اور تقریباً ایک ملین یعنی دس لاکھ out of School ہیں۔ میں ایجوکیشن منسٹر کی حیثیت سے دوستوں کے سامنے، ایوان کے سامنے، حکومت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس ٹوٹل جو اسکولز ہیں یہ تقریباً 12000 اسکولز ہیں۔ اور اس میں سے جو پرانگری اسکولز ہیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب عبدالجید خان اچھزئی: پوائنٹ آف آرڈر میڈم اپسیکر! اسوقت اہم موضوع تعلیم پر بحث ہو رہی ہے اور سیکرٹری ایجوکیشن آفیشل گیری میں موجود نہیں ہیں۔

میڈم اپسیکر: ابھی تو میں نے دیکھا تھا وہ موجود تھے۔ زیارت وال صاحب۔

وزیر محکمہ تعلیم: یہی تھا پتہ نہیں ابھی کہاں گیا ہے۔ تو ہمارے پاس ٹوٹل پرانگری اسکولز دس ہزار ہیں round figure اس میں سے 7400 بواںز اور 2500 گرلز اسکولز ہیں۔ مڈل سکول 1150 ہیں اور اس میں بواںز کے 669 اور گرلز 471 اسکولز ہیں۔ ہائی سکول ٹوٹل ہمارے پاس 810 ہیں، بواںز 570 ہیں اور گرلز کے 240 ہیں۔ پرانگری جو ہماری enrollment ہے اس وقت 6 لاکھ 73 ہزار ہیں۔ اور مڈل میں 240 ہیں۔ ایک لاکھ 24 ہزار ہیں۔ ہائی میں تقریباً 60 ہزار ہیں۔ اب اس ratio کو جب آپ دیکھیں گے۔ تو اس میں بہت بڑا ہمارے سامنے فرق نظر آ رہا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہمارے پاس کل کا لجز 117 ہیں۔ اور اس میں بواںز کے ہمارے پاس انٹر کا لجز 46 ہیں اور گرلز انٹر کا لجز 22 ہیں ٹوٹل 68 ہیں۔ ڈگری کا لجز بواںز 29 اور گرلز کے 18 ہیں ٹوٹل 40 بنتے ہیں اور ان میں enrollment کی کل تعداد 75 ہزار سات سو تیس ہیں اسکے علاوہ جو سب سے اہم مسئلہ ہے ہمارے لئے وہ بنیادی طور پر سکولوں کے ہوائے سے کا لجز کے ہوائے سے missing facilities کے ہوائے سے جو دوستوں نے بات رکھی یہ تمام چیزیں اس طریقے سے اس وقت ہمارے پاس سنگل روم اور سنگل ٹیچر یہ تقریباً پانچ ہزار کے قریب پرانگری سکول ہیں۔ سنگل روم اور سنگل ٹیچر کا معنی یہ ہے کہ ایک کمرے میں پانچ چھ کلاسز کو پڑھانا یہی انسان کے بس کی بات نہیں دوسرا بات یہ ہے کہ ایک ٹیچر جب پانچ کلاسز کو پڑھا یا کوئی تو یہ بھی ناممکن ہے۔ بنیادی طور پر سنگل روم اور سنگل ٹیچر کا مسئلہ حل کرنے کیلئے بات یہ ہے کہ اس پر ہم کو توجہ دینا ہوگی۔ کم از کم دو کمرے کے سکول بنانے ہو گلے اور اس کے ساتھ تقریباً تین ہزار سکول ہمارے shelterless ہیں۔ جیسے جیب صاحب کہہ رہے تھے۔ اب تین ہزار shelterless سکولز کو جب آپ shelter ہیں دینے کمرے بنانے کریں دینے تو پچے کیسے پڑھ سکیں گے؟ پھر اس کے علاوہ missing-facilities کے ہوائے سے ہے چار دیواری نہیں ہے انسانی ضرورت کی دوسری چیزیں سکولوں میں نہیں ہیں۔ تو یہ جو مسئلہ اس وقت ہاؤس کے سامنے ہے۔ اب چیزوں کو

ٹھیک کرنے کیلئے میری اپنی رائے یہ ہے کہ کم از کم ہم ان پر جائیں۔ پھر اس کے علاوہ میدم اپسیکر! پر ائمہ سے مُل میں ہے اور مُل سے ہائی میں وہ 37 ہے۔ اب ایسی صورتحال میں جب آپ کے پاس پر ائمہ سکولز ہوں اور پر ائمہ سکول کے بعد جب آپ مُل میں جائیں گے یا دور دراز جو علاقے ہیں وہاں دس گیارہ سال کا بچہ پانچ میں تو نہیں جاسکتا۔ جہاں سڑک بھی نہ ہو ہمیلتا نہ ہوں تو اس وجہ سے ہمارا ایجوکیشن ratio ایک معنی میں پاکستان میں سب سے نیچے ہے گورنمنٹ کے طور پر ہم نے کوشش کی ہے کہ ٹیچرز کی غیر حاضری۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ تقریباً اس وقت ہم 900 گھوست سکولز معلوم کر پکے ہیں جن کا زمین پر کوئی وجود نہیں ہے۔ اور اس میں تقریباً تین لاکھ بچے کاغذوں پر لکھتے ہوئے تھے ان کا زمین پر کوئی وجود نہیں ہے۔ اور 60 ہزار ٹیچرز ہیں ملازمین ہیں۔ ان میں سے 15 ہزار کا ب تک ہمیں پتہ نہیں چل رہا ہے اس میں کچھ ہم نے معلوم کئے ہیں نو تسلیم دیے ہیں۔ اب تک ہمارے CEOs کے سامنے نہیں آ رہے ہیں اپنے کاغذات پیش نہیں کر رہے ہیں پتہ نہیں کون کہا بیٹھا ہے کیا ہے کیا نہیں، اس طریقے سے۔ ٹیچروں اور طلباء کی حاضری کے حوالے سے بہت سختی شروع کی ہے۔ ٹیچروں کے حوالے سے ہم یہاں تک گئے ہیں کہ ہم نے Real monitoring system بنایا ہے۔ اور آج صحیح بھی جاتے ہوئے میں خزانے کے سیکرٹری کے پاس گیا اُن سے request کی کہ ہمارے جو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز ہیں، وہ ٹیچروں کی تنخواہ بند کر دیتے ہیں اور خزانہ آفیسر انکو تنخواہ دے دیتا ہے۔ وہ تحریری اُن کو لکھ دے دیتا ہے۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ اس پر تفصیل سے بات کریں گے۔ پھر اُن کے جو کارندے تھے وہاں دفتر میں کام کرنے والے تھے انہوں نے کہا کہ تنخواہ ہم کسی کی بند نہیں کر سکتے۔ البتہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی جانب سے اس کی بجائے یہ آنا چاہئے کہ یہ ٹیچراتنے دن غیر حاضر تھا اتنے دن کی تنخواہ گورنمنٹ اُن سے کاٹ رہی ہے۔ میں دن غیر حاضر تھا دس دن کی تنخواہ اُس کوادا کی جائے اور بیس دن کی تنخواہ گورنمنٹ کے خزانے میں جمع ہو گی یہ ہم کر سکتے ہیں۔ تو میں اُن سے بار بار کہتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس طریقے سے ہوتا ہے۔ اور اس کی میتوحہ ساتھ جو مسائل ہمیں درپیش ہیں بنیادی طور پر وہ اس اساتذہ کے ایک معنی میں غیر ذمہ دار ادا اور اُن کی ٹریننگ کا مسئلہ ہے۔ دُنیا یہاں تک پہنچی ہے کہ ہر ماہ ایجوکیشن کے حوالے سے نئی نئی تھیوریاں آتی ہیں۔ اور ہمارے ٹیچرز اُس حوالے سے trained نہیں ہیں۔ جو ٹیچرز بھرتی کئے گئے تھے وہ اس کے لاحق ہی نہیں تھے۔ اور ہم نے یہ تنخواہ گھونٹ اس لئے پیا اور لیا اور لوگوں اور ساتھیوں کو اس لئے ناراض کیا کہ ٹیچر جو ہم لگائیں گے کم سے کم وہ اس قابل تو ہو کہ وہ کہیں پڑھاسکیں۔ ورنہ ہم اپنے کارکنوں کو لگا سکتے تھے۔ لیکن ہم نے یہ طریقہ کارجو اس سے پہلے رائج تھا، اُس کو ختم کر کے این ٹی ایس پر گئے۔ اور دوستوں کو این ٹی ایس پر بھی اعتراض اس میں بھی بہت خرابیاں نکلی ہیں میں اتنا کہہ سکتا ہوں فلور پر ذمہ داری سے کوئی دس

پرسنٹ اس میں خرابیاں ہو گئی لیکن نوے پرسنٹ اس میں حقیقی اور قابل لوگ لگیں۔ میرٹ پر لوگ لگیں تو وہ جو دس پرسنٹ جو خرابیاں تھیں اس کو ختم کرنے کیلئے ہم پھر اس کو دیکھ رہے ہیں اس پر جاری ہے ہیں لیکن ہمارے مسئلے اس طریقے سے تھے۔ آپ کے اسکول کے بچوں کے داخلے کی مہم ہم پارٹی کے طور پر کوئی پانچ چھ سال سے یہ چلا رہے تھے۔ اب ہم یہ مہم گورنمنٹ کے طور پر چلا رہے ہیں اور اس میں 35% سے ہم 65% پر گئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ جو بچے پرائیویٹ سکولوں میں داخل تھے۔ PILDAT کی رپورٹ کے مطابق ہماراپنے سروے کے مطابق پانچ پرسنٹ بچے پرائیویٹ سے دوبارہ سے سرکاری اسکولوں میں آگئے ہیں PILDAT کی اصل رپورٹ کے مطابق ہم ریننگ میں ہم سندھ سے آگے چلے گئے ہیں۔ اب ہم تیسرے نمبر پر ہیں اور سندھ چوتھے نمبر پر چلا گیا ہے۔ تو یہ تمام چیزیں گورنمنٹ کی کوششوں سے کی بنیت کی، یہ ہمارے دوستوں کی وزیر اعلیٰ صاحب کی اور سب کی محنت اور لوگوں کی خود عوام جو ہمارے لوگ ہیں انہوں نے بھی محسوس کر لیا ہے وہ اس میں نہایت ہی ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ اس میں نہایت سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور میں خود پیچھے لگا ہوں اور ریکویٹ کر رہا ہوں کہ بھائی خدا کیلئے پڑھاؤ ہمارے لخت جگر کے مستقبل کیسا تھا نہیں کھیلو۔ اور ہمارے بچے ہیں سب کو پرائیویٹ پڑھانیں سکتے۔ اور مفت جو علیم ہے اُس میں ہم پانچ، دس گنازیادہ تنخواہیں دیتے ہیں اپنے اساتذہ کو۔ ہم نے ابھی ٹریننگ بھی شروع کروادی ہے ان کو ٹریننگ دے رہے ہیں۔ یہاں کی جو قومی یا مادری زبانیں تھیں ہم نے ان کو ٹریننگ کروادی ہے مزید بھی ٹریننگ کروادی ہے ہیں جو یونیورسٹی 335 ہم نے لگائے تھے ان کی ٹریننگ شروع کروادی ہے۔ جو اس سے پہلے تھے ان کی ٹریننگ بھی شروع کروادی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اساتذہ کا بھی ہم نے انتظام کیا ہے ان کو بھی ہم ٹریننڈ کر رہے ہیں ٹریننگ ان کو بھی دے رہے ہیں۔ تو ہم تین سال میں اب جو مسئلہ ہے ہم سارے دوست بیٹھے ہیں وہ اس میں ہماری مدد کریں گے۔ تمام صوبے میں تمام حلقوں میں پرائمری، مل اور ہائی اسکولز کی بلڈنگز ہم بنا چکے ہیں۔ لیکن ہم نے اب تک انکو پہنچ رفراہم نہیں کیے ہیں ان کو اسٹاف فراہم نہیں کیا ہے۔ اور اس سال ہم ان کو اسٹاف دینے جا رہے ہیں۔ اور یہاں اس وقت سیکرٹری نہیں ہے میں جب آیا ہوں یہ معاملہ جو دوست شکایتیں کرتے ہیں این ٹی ایس کی۔ اُس میں ہوا کیا تھا یہ طشت از بام ہونا چاہیے ہمارے جتنے بھی ڈی ای اوز تھے جس بھی ضلع میں ڈسٹرکٹ ایجنسی کشنا آفیسر تھا جعفر خان سن لیں، انہوں نے آدھی پوٹھیں چھپائیں اور آدھی ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائیں۔ جب یہاں سے فیصلہ ہوا این ٹی ایس کا تقریباً 23 نومبر کو جب اخبار میں اشتہار آیا تب اُن کو خیال آیا کہ شاید یہ جو ہم چوری سے لگانے کے چکر میں تھے یا رشت سے لگانے کے چکر میں تھے شاید یہ ہم نہیں لگاسکتے۔ اور وہ پوٹھیں انہوں نے پھر دوبارہ ظاہر کیں وہ بھی تقریباً ڈھانی ہزار سے زیادہ پوٹھیں، اُس تاریخ کے

بعد اب میں نے ان سے کہا تھا سیکرٹری کو پہلے بھی یہ کہا تھا کہ سیکرٹری صاحب! جن لوگوں نے یہ کیا ہے آپ دیکھ لیں، خزانے سے ایڈمنیسٹریٹو اپروول اگر کوئی پوسٹ منظور ہو جاتی ہے، اس تاریخ سے پہلے اگر ان کے پاس اس تاریخ کے بعد اگر ایڈمنیسٹریٹو اپروول ان کے پاس آگئی ہے، تو یہ ان کا قصور نہیں ہے انہوں نے ظاہر کرنا تھا۔ اگر اس سے پہلے کی پڑی ہوئی ہیں جس نے چھپائی ہیں وہ خزانے کے لائق ہے۔ کم از کم نوٹس تو دیدوان کو تو اس طریقے سے یہ سارا معاملہ پہلے سے چلا آیا ہے۔ اور ہم اب کوشش کر رہے ہیں کہ اس قسم کی کوئی چیز نہ ہو اور ہم ذمہ داری سے یہ کام کر رہے ہیں۔ تو اب ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں آج وزیر اعلیٰ صاحب نہیں ہیں اس ڈیمیٹ پر اس کو ہونا چاہیے ان کو برینفلنگ بھی دیں گے۔ *shelterless* سکولوں کیلئے باقاعدہ ہمیں فنڈر چاہیں کرہے بنانے کیلئے ایک کرہ پر کتنا خرچ آتا ہے اور کتنے کمرے ہم نے بنانے ہیں۔ ہم اس کو ڈیٹا کیسا تھا ان کے سامنے پیش کریں گے اور اس کے علاوہ سنگل رووم جو سکول ہیں ان کو ڈبل رووم کرنے کیلئے۔ اس کے علاوہ سنگل جو ٹیچر ہے اس ٹیچر کو ڈبل کرنا اس کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ بیمار ہو سکتا ہے وہ کہیں جا سکتا ہے۔ اس کے جانے کے ساتھ اسکول مکمل بند ہو جاتا ہے۔ ہماری بنیادیں خراب ہیں وہ بنیادی طور پر پرائمری سے ہیں اور پرائمری میں ہماری ان کاوشوں کو ہم نے پالیسی بکس چھاپ دی ہے۔ نہ سندھ نے اب تک کیا ہے نہ پشاور نے کیا ہے اور نہ پنجاب نے کیا ہے۔ اس پر یورپی یونین نے ہمیں تقریباً تین ارب چالیس کروڑ روپے دیے ہیں، مگر بابل پارٹنر شپ پروگرام کے تحت۔ اب وہ اس کے ذریعے سے ہم پرائمری اسکول، جیندھر فری قائم کر رہے ہیں اور کوشش ہماری یہ ہو گی کہ اس میں خواتین ٹیچر کو ہم وہاں لگائیں اور وہ بھی میرٹ پر، اور جہاں وہ نہ ہوں اور واقعی اسکول کی ضرورت ہو وہاں مرد سے بھی کام لے سکتے ہیں ان کو بھی لگائیں گے ہم نے نوٹیفیکی کر دی ہے کہ پرائمری اسکول جیندھر تھری ہونگے جہاں بوانز کے سکول ہیں وہاں بچیاں جا سکتی ہیں جہاں بچیوں کے سکول ہیں ان میں بچے جا سکتے ہیں اس پر کوئی پابندی نہیں ہے یہ بھی ہم نے کر دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ جو ڈریٹ اپ آؤٹ ریٹ ہے اس کو کنٹرول کرنے کیلئے ہم نے تباہیز یہ رکھی ہیں کہ کم سے کم ہم کوئی پاچ سو میل اسکول منظور کر کے مختلف ایریا ز میں میل اسکول ان کو دیدیں۔ اور اسی طریقے سے میل سے ہائی میں جو ڈریٹ اپ آؤٹ ریٹ ہے اس کو کنٹرول کرنے کیلئے ہم اس پر جا رہے ہیں کہ کم سے کم اس سال کوئی تین سو ہائی سکول مزید ہم دیں اور اس میں بھی اگر دوست ہمیں اجازت دیں گے، بجائے اسکے کہ جہاں ضرورت نہیں ہو گی ہم اس کو قائم کرنے جا رہے ہیں اس کو چھوڑ کے نہایت ہی ضرور تمند جگہوں پر جہاں access لوگوں کی نہیں ہو رہی ہے وہاں ہم اس کے ساتھ جائیں اور اس کے ساتھ اس پر ہم اسمبلی میں ڈیمیٹ کر کے criteria مقرر کریں۔ کہ آس پاس کتنے پرائمری اسکولز اور ان میں بچوں کی کتنی تعداد جس پر ہم میل اسکولوں کو دے سکیں پھر میل اسکولوں کے ساتھ

ہائی دینے کیلئے کتنے آس پاس ڈر اسکول کتنے فاصلے پر کتنی تعداد اور اس کو پھر ہم ہائی سکول دے سکیں ایک اور چیز ہم کرنے جا رہے ہیں دوست سن رہے ہیں۔ ہم ہائی سکول کی بجائے کالجوس پر جائیں۔ دنیا میں یہ رانچ ہو چکا ہے ہائیر سینڈری پر لوگ جا رہے ہیں جو پہلے ایف اے اور ایف الیس سی ہوا کرتا تھا، اس کو کالجز میں شامل کر دیا ہے۔ یہ سارے اسکول میں شامل کر دیے ہیں اور اس کے بعد پھر ہائیر اججیکشن کی وہ شروع ہو جاتی ہیں جو بی اے بی الیس سی آنر زا اور ایم اے ایم الیس سی ان کی جو کلاسز ہیں۔ تو ہم کوشش کریں گے کہ کم خرچ سے جہاں جہاں پر دوست کہیں گے کہ ہمیں کالج چاہیں۔ تو ہم ان کے پہلے ہی سے جو ہائی سکول ہیں ان کو ہائیر سینڈری میں تبدیل کر کے اپ گریڈ کر کے ان کو ہائیر سینڈری دیں گے۔ اس طریقے سے ہم آگے جائیں گے دوسری بات بنیادی طور پر یہ ہے کہ اس گورنمنٹ کے قیام سے پہلے صوبے میں ایک ہی ہماری یونیورسٹی تھی۔ اور دوسری دومن یونیورسٹی تھی۔ بلوچستان یونیورسٹی اور دومن یونیورسٹی اور تیسری آئی ٹی یونیورسٹی تھی۔ گورنمنٹ کے آنے کے بعد ہم نے تربت میں یونیورسٹی، سبی میں یونیورسٹی، لورالائی میں یونیورسٹی اور خضدار میں یونیورسٹی۔ اب اس وقت جو پائپ لائن میں ہیں ٹروب یونیورسٹی، گودر یونیورسٹی اور ہم اس وقت فیڈرل پی ایس ڈی پی میں یہاں سے ہم دے چکے ہیں۔ ٹروب میں گرزر دومن یونیورسٹی کا کیمپس، پشین میں اس کا کیمپس اور اور اس طریقے سے وہاں زرعی یونیورسٹی کوئی میں ٹینکنیکل یونیورسٹی، یہ چیزیں ہم کر رہے ہیں اس پر ہم لگے ہوئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کے تو سط سے اسکو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا بولان میڈیکل کالج، زرعی کالج اور خضدار نجی نرگنگ کالج تینوں کو اپ گریڈ کر کے یونیورسٹی کا درجہ ہم نے دیا ہے اور اس پر ابھی کام ہو رہا ہے اور ساتھ ساتھ لورالائی اور تربت میں میڈیکل کالج، میرے خیال میں خضدار میں بھی ہم میڈیکل کالج قائم کر چکے ہیں۔ تو میڈم اسپیکر! ہم نے جو پیسے دیے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ بلڈنگیں بنارہے ہیں فلاں کر رہے ہیں یہ تمام کام پیسوں سے ہوا کرتے ہیں یہ یونیورسٹیاں مفت میں نہیں بنتیں۔ کالجز بھی یونیورسٹیوں سے اور آپ گریڈ لیش بھی پیسوں سے ہوا کرتی ہے۔ جو آپ کا خزانہ ہے جو آپ کا بجٹ ہے اس کے تحت ہم نے یہ کام کیا ہے لیکن ہمیں بہت سا کام کرنا ہو گا میں اس ہاؤس کے تو سط سے پورے صوبے کے عوام کو اپیل کرتا ہوں کہ یہ نہایت ہی سنجیدہ مسئلہ ہے۔ اور اس مسئلے میں ایک بھی خاندان، ایک بھی فرد، معاشرے کا کوئی انسان وہ جس بھی پیشے سے تعلق رکھتا ہو، اُس کی سنجیدگی ہمیں چاہیے اس کی توجہ ہمیں چاہیے۔ ہم نے اس سال، ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ سرکاری طور پر اسکولوں میں سہ ماہی امتحان ششمائی امتحان، نوماہی امتحان اور سالانہ امتحان، یہ پہلے بھی ہوا کرتے تھے، نیچ میں انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ اُس پر ہم دوبارہ جا رہے ہیں نقل کثروں کرنے کیلئے ہم نے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ اور اس میں بھی بہت lapses اس وقت بھی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نقل کے علاوہ

دوسری تیسرا جو چیز ہیں اس پر بھی ہم جا رہے ہیں اس کو بھی ہم ٹھیک کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہمارے پاس اس وقت بچوں کی تعداد اور کوالتی ایجوکیشن ہے ان سب کیلئے ہم نے چیزیں قائم کی ہیں۔ یورپی یونین نے پھر ہمیں پیسے دیے ہیں میں ملین یورو، اس کا معلوم نہیں کہ پاکستانی کتنے بننے لگتے ہیں وہ بھی انہوں نے دیے ہیں اور یہ تمام چیزیں سسٹم کو ٹھیک کرنے کیلئے یونیسکو، یونیسف ہمارے ساتھ اس میں ہیں۔ یواں میں ایڈ والے اس میں ہماری مدد کر رہے ہیں۔ اور خود پاکستان کے اندر لوگ سنجیدگی سے کوشش کر رہے ہیں اور performance کے حوالے سے سب نے appreciate کیا ہے کہ واقعتاً اس مرتبہ صوبے میں جو حکومت بنی ہے۔ انہوں نے ایجوکیشن کو ٹھیک کرنے پر توجہ دی ہے اور اس پر کام کیا ہے لیکن میری اپنی اس کے مطابق ناکافی ہے ہم بہت ہی پیچھے رہ گئے ہیں اور دنیا سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ دنیا کے چند ایک ممالک ان میں ہم شامل ہیں جو اس دوڑ میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ میں اگر آپ کو مثال دینا چاہوں بگلدیش پاکستان کے ساتھ تھا۔ 1971ء میں بگلدیش بنا آپ جائیں وہاں ایجوکیشن ریشو کیا ہے اور ہمارے ہاں ایجوکیشن ریشو کیا ہے پھر خصوصاً گرلنڈ میں ہماری حالت کیا ہے۔ اور یہ ایک ادارے کے تحت سب کچھ کو خراب کیا تھا اب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپنے اداروں کو، گورنمنٹ کے جو ادارے ہیں اسکولز ہیں کا جز ہیں یونیورسٹیاں ہیں سب کو ٹھیک کرنے جائیں۔ مجھے نہایت ہی، میں وہ میں یونیورسٹی گیا تھا، میں جیران ہو گیا کہ وہاں 6000 بچیاں اس وقت وہ میں یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہیں یا شاید اس سے بھی زیادہ ہیں آپ کو معلوم ہو گا اتنی پچیاں پڑھ رہی ہیں ہم بچوں کے بارے میں نہیں سوچ سکتے تھے میں ایک دن ان کے فنکشن میں گیا تھا جب وہ تعداد انہوں نے بتائی۔ میری خوشی کی انہائیں رہی۔ وہ اس لئے کہ میں 1984ء میں کلی میں گرلنڈ پر امری سکول قائم کیا تھا اور اس کا جو حشر بنا اور اس دن جو میں نے بچوں کو یونیورسٹی میں اس تعداد میں، میں نے دیکھا تو مجھے جیرانگی بھی ہوئی اور خوشی بھی ہوئی کہ اب زمانہ بدل گیا ہے والدین، سب لوگ تعلیم کے پیچھے اور کوئی پر جو بوجھ ہے میڈم اسپیکر! ہمارے دوست سن رہے ہیں۔ وہ صرف اور صرف اس لئے ہیں کہ لوگ آرہے ہیں کہ کوئی جائیگے کھانے کے لئے کچھ ہو گا یا نہیں، کم از کم بچے کسی اسکول میں پڑھ کے نکلیں گے اس کے مستقبل سنور جائیگی۔ اس نظرے اور فکر کے تحت آدھا گھر کوئی میں آدھا گھر دیہاتوں میں جہاں بھی ہیں۔ تو مسائل کو حل کرنے کے لئے صرف یہ نہیں ہے کہ ہم ادارے بنائیں ہم اداروں کو چلانیں۔ اداروں کو چلانے کے لئے ہمارے پاس لوگ ہوں۔ اب اس وقت ہمارے بارہ سو الیس الیس ٹی کی پوشنیں خالی ہیں۔ 1450 نپچ بچیاں طلباء اور طالبات امتحان پاس کر چکے ہیں تحریری ٹیکسٹ اور ان کے انٹریوز باقی ہیں۔ جوں کے آخر تک یہ ہمارے پاس آ جائیں گے جہاں جہاں اساتذہ کی کمی ہو گی وہ پوری ہو سکے گی۔ تو اس حوالے سے یہ چیزیں ہیں اور ان چیزوں میں ہمیں سب دوستوں کی مدد بھی درکار ہے اور وہ مدد پی الیس ڈی پی

کے حوالے سے، فنڈز کے حوالے سے، اگر وہ ہمارے ساتھ کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم چیزوں کو ٹھیک کرنے جا رہے ہیں۔ کتنے ٹھیک کر سکتے ہیں لیکن اتنی یقین دہانی ہاؤس کو کرتا ہوں کہ ہم اس کو ٹھیک کرنے کی بنیادیں رکھ رہے ہیں۔ اُس کے بعد جو بھی آئینے اس پر جب وہ کام کریں گے میرے خیال میں بہتری کی بہت گنجائش ہو جائیگی۔ اور بہتری کے آثار طاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں اور مزید بھی بہتری اس سے آ جائیگی۔ اس کے علاوہ دوستوں کا میں مشکور ہوں۔ تمام دوستوں نے بہت ہی اچھے انداز میں مسائل کی نشاندہی کی ہے۔ اور تمام دوستوں نے تعلیم کی بہتری کے لئے نہایت سنجیدگی سے اپنی تقاریر یہاں کی ہیں۔ میں سب کا مشکور ہوں۔ اور بہت سی چیزوں ایسی تھیں جو میرے ذہن میں نہیں تھیں اور دوستوں نے جہاں تقاریر کر کے میرے لئے نہیں باتیں تھیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی تجاویز انہوں نے دی ہیں ان سب پر عملدرآمد ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ بہتری کے لئے جو بھی اقدامات ہوں گے تمام دوستوں کی مدد سے کیجنٹ کی مدد سے اسمبلی کی مدد سے ہم وہ پوری بھی کریں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ تعلیم کے حوالے سے ہم صوبے کے عوام کی توقعات پر پورا اتر نے کی کوشش کریں گے۔ (ڈیک بجائے گئے)

میڈیم اسپیکر: آج رحیم زیارت وال صاحب! آپ نے conclusion speech کی۔ معزز اراکین اسمبلی نے صوبے میں تعلیم کی ترقی و ترویج کی بابت مورخہ 17 مئی 2016ء کے اجلاس میں اور آج کے اجلاس میں اپنی، میں تو یہ کہوں گی کہ بہترین رائے اور تجاویز دی ہیں اور نہایت دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اور آج کے اجلاس میں چونکہ باقی ماندہ بحث مکمل ہو گئی ہے۔ اور جناب وزیر تعلیم نے بھی جنہوں نے ابھی نیا، کچھ عرصہ ہوا ہے کہ انہوں نے یہ portfolio لیا ہے۔ انہوں نے بھی تعلیم کی بہتری کی بابت ابھی آپکو، تمام ایوان کو اپنے موقوف سے آگاہ کیا ہے، ڈیپارٹمنٹ کی details بتایا۔ اور یقیناً منشی صاحب! رحیم زیارت وال صاحب! آپکے اقدامات قبل تحسین ہیں، گورنمنٹ کے اقدامات اور گورنمنٹ کی یہ سوچ نظر آ رہی ہے کہ وہ تعلیم کیلئے اور اپنے اسٹوڈنٹس کیلئے، اس ڈیپارٹمنٹ کیلئے کتنے سنجیدہ ہیں۔ جس کیلئے بار بار ہمارے سی ایکم نواب شاء اللہ زہری صاحب نے بھی بار بار یہ کہا کہ وہ ایک پڑھا لکھا بلوچستان اُنکا خواب ہے، وہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس سے بلوچستان میں گورنمنٹ کا تعلیم کی ترقی کیلئے سنجیدگی کا عزم صاف نظر آتا ہے۔ میں رحیم زیارت وال صاحب، منشی ایجوکیشن! آپکو اپنی طرف سے بھی دو تین تجاویز دینا چاہتی ہوں۔ جسمیں ایجوکیشن پالیسی کے متعلق میں سمجھتی ہوں کہ اس پر آپ کی ایک بہترین قدم کی ایجوکیشن پالیسی آجانی چاہیے۔ اور میری آپکے سیکرٹری صاحب سے بات ہوئی تھی جس پر کام تقریباً ہو چکا ہے یقیناً آپ وہ پالیسی، ہم سارے ایوان سے share کریں تاکہ آپکو اور بھی اچھی تجاویز اس سلسلے میں ملیں۔ اسی طرح vision کے طور پر تمام جو بھی ترقی یا فتوحات میں ہیں، میں نے جہاں جہاں دیکھا ہے وہاں جب vision کے بارے

میں ہے، وہ پچاس پچاس سال کا vision رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اس شعبے کو آگے پچاس سال سو سال کہاں دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ جو آپ کا vision ہے جو آپ کی محنت ہے، اُسکے حوالے سے تو میں چاہتی ہوں کہ آپ بھی کم از کم target کا Vision of Education in Balochistan 2050 تک رکھیں تاکہ اُس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ ہم آگے اپنے نوجوانوں کو ایجوکیشن میں کیا دینا چاہرے ہے ہیں۔ اور اسی طرح آپ ایک ماسٹر پلان تیار کریں اور اس میں آگے پچیس سال کا پلان کہ آپ ہم، یہ daily business سے ہٹ کے یقیناً یہ ایک ضروری کام ہے۔ لیکن ماسٹر پلان کے طور پر اگر آپ اپنی تجاویز کو اور اپنی vision کو لیکے آگے بڑھیں گے تو آپکے کام میں بہت آسانی ہوگی۔ چونکہ وزیر تعلیم اور ارکین اسمبلی کی تجاویز کی روشنی میں صوبے میں تعلیمی نظام کی بہتری کے بارے میں میں کہو گی کہ آپ نے پہلے بھی اقدامات کیے ہیں اور مزید آپ نے ضروری اقدامات کریں۔ ہم آپکے ساتھ ہیں، پوری اسمبلی، پوری گورنمنٹ، وہ یقیناً اپنی تجاویز کے ساتھ آپکو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان تمام اقدامات سے مستقبل کے معمار اور اسکی جتنی بھی سوسائٹی ہیں اور ہمارے future کے جو ہمارے نوجوان ہیں، اُس سے مستفید ہوں گے۔ اور یہ یقیناً انشاء اللہ جس رفتار سے آپ کام کر رہے ہیں تو یقیناً شعبے کے دیگر جو آپکے شعبے ہیں دیگر صوبوں کیلئے بھی وہ ماذل ثابت ہو گا ایک دن انشاء اللہ و تعالیٰ۔ اس سے پیشتر کہ میں گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھ کر سناؤں میں آپ معزز وزراء اور فاضل اراکین کی توجہ گرامی اس روایتی وضاحت کی جانب مبذول کروانا ضروری سمجھو گی کہ جیسا کہ آپکو بخوبی علم ہے کہ ہمارا وال پارلیمانی سال جو 31 مئی 2016ء کو مکمل ہو رہا ہے، جسمیں آئینی تقاضہ کے مطابق اسمبلی کو سودن مکمل کرنا لازمی ہوتے ہیں۔ تا ہم ہماری اسمبلی نے آج یعنی اختتامی سال کے اختتام سے گیارہ دن قبل ایک سوا یک دن مکمل کیے ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جس کے دوران اسمبلی کی کارکردگی یہ رہی۔ قانون سازی جو اسمبلی کی بنیادی اور آئینی ذمہ داری ہے، اس لحاظ سے اس اسمبلی کا تیسرا پارلیمانی سال کے دوران کے کل 23 بل اسمبلی سے پاس ہو چکے ہیں جو کہ ایک حوصلہ افزائشگوں ہے۔ اس طرح سے سوالات جو کہ حکومتی اداروں کی پارلیمانی طرز حکومت میں حکومت سے جواب دی کرنے کا ایک واحد ذریعہ ہونے کی بنا اسمبلی کے ایجنڈے کی کارروائی میں اولین ترجیح ہوتی ہے لہذا اسمبلی میں رواں تیسرا پارلیمانی سال میں کل 88 سوالات کے نوٹس موصول ہوئے ہیں جسمیں سے 67 سوالات نہ مٹا دیئے گئے ہیں۔ یہ حقیقت بھی اپنی اہمیت کے لحاظ سے مسلسلہ ہے کہ اجتماعی مفاد عامہ میں قراردادیں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں، اس لحاظ سے اسمبلی میں کل 16 سرکاری اور 27 غیر سرکاری قراردادیں منظور کرنے کے علاوہ دو آئینی قراردادیں آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت منظور ہوئیں۔ اور اس طرح وفاق ذکورہ آرٹیکل کے تحت پابند ہے کہ وہ اس سلسلے میں ضروری قانون

سازی کرے۔ تھاریک التوا کی ایک منفرد حیثیت بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ تھاریک التوا ایوان کے روی رواں کی حیثیت رکھتی ہیں اس نقطہ کی پیش نظر اب تک 27 تھاریک التوا پیش ہوئیں جن میں سے 12 باضابطہ تھاریک التوا بحث کیلئے منظور ہو چکیں اور 17 تھاریک التوانٹادی گئیں۔ علاوہ ازیں جس طرح کسی بھی ایوان میں اسکی کمیٹیاں کل پرزاہ کی کردار ادا کرتی ہیں جن کے بغیر اسمبلی ادھوری ہے۔ ایوان کے فصلہ جات میں اگر رکاوٹ نہیں محدود ضرور ہو جاتے ہیں۔ رواں پارلیمانی سال کے دوران چار بلز اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیے گئے۔ اسٹینڈنگ کمیٹیوں کی رپورٹ آنے کے بعد اسمبلی نے چار مسودات قانون کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب منظور کیا۔ اسمبلی کی کارکردگی کی رواں پارلیمانی سال کے دوران اسمبلی میں بھرپور نمائندگی بہ احسن طریق خدمات کی انجام دہی کو سراہاتے ہوئے آپ کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تیسرا پارلیمانی سال مکمل ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور تو قرع رکھتی ہوں کہ اگلے پارلیمانی سال میں بھی عوامی خدمت کے ساتھ اس جذبہ سے سرشار اظہار کا مظاہرہ کریں گے آپ لوگ۔

شکریہ۔

اب میں گورنر بلوچستان کا انگریزی حکم نامہ پڑھ کر سناتی ہوں۔

ORDER

In exercise of the power conferred on me by Article 109 (b) of Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973,I Muhammad Khan Achakzai , Governor Balochistan , hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Friday, the 20th May, 2016.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ماتوی جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 8 بجکر 40 منٹ پر غیر معینہ مدت تک کیلئے ماتوی ہو گیا)

